هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

سالانہ ہندوستان۔ معہ ڈاک۔ ششماہی۔ بیرونِ ہند

قیمت فی پرچہ ۱/ — مینیجر: رشید احمد خاں احمدی

تاریخہائے اشاعت:۔ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ ماہ شہادت ۱۳۱۹ھش مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۵

پنہ گزیں ہوں میں نوحؑ کے سفینے میں

وہ آفتاب چمکتا تھا جو مدینے میں
ہی جلوہ ریز وہ اب قادیاں کے سینے میں
وہ کیسے مجھکو فراموش ہو کہ نام اس کا
کھدا ہے میرے دلِ زار کے نگینے میں
نہ پوچھ بادۂ الفت کی کیفیت ہمدم!
وہ راز کہہ گیا مدت سے تھا جو سینے میں
بھلا یہ لطف کوئی دنیا دار کیا جانے
جو ہم اٹھاتے ہیں خونِ جگر کے پینے میں
نہیں ہے فنِ خیاطی سے واسطہ مجھ کو
گو منہمک ہوں گریباں کے چاک سینے میں
مجھے بلائے حوادث سے خوف ہو؟ ناممکن!
پنہ گزین ہوں میں نوحؑ کے سفینے میں
انہیں ہے ڈر ہی خدا کا نہ فکرِ عقبیٰ کا
بھرے ہوئے ہیں ستمگار بغض و کینے میں
وہ جس کو پی کے خودی بھول جائے انساں کو
الٰہی! بھر دے وہی میرے آبگینے میں
یہ خوب سوجھی ہے احسنؔ! کہ لاؤ مر دیکھیں
دھرا ہی کیا ہے یہاں چار دن کے جینے میں

خاکسار احسنؔ اسمٰعیل صدیقی از گوجرہ

ؔ؎ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں

تحریک جدید کا ایک نہایت ضروری اعلان

ہر وعدہ کرنیوالا اپنا وعدہ ۳۱ مئی تک پورا کرنے کی کوشش کرے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ خطبہ جو تحریک جدید کی مالی قربانیوں کے بارے میں ہے۔ آج کے اخبار میں شائع ہو رہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اس میں سال ششم کے وعدوں کے جلد پورا کر لینے کی طرف احباب کو متوجہ فرمایا ہے۔ وہاں جن کے ذمہ سالہائے گذشتہ کا بقایا ہے۔ ان کو بھی ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ اعلان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ ۳۱ مئی تک سندھ کی زمین کی قسط کا ادا کیا جانا ضروری ہے۔ اسلئے جو احباب حضور کے منشاء مبارک کے ماتحت اپنے وعدوں کو سو فی صدی پورا کریں گے۔ ان کے نام ۳۱ مئی ۱۹۴۰ء کے بعد دعا کے لئے حضور کی خدمت بابرکت میں پیش کئے جاویں گے۔ پس ہر وعدہ کرنے والے کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس کا وعدہ ۳۱ مئی تک سو فی صدی پورا ہو جائے۔ تا اس کا نام اس دعا والی فہرست میں حضور کے پیش کیا جا سکے۔

احباب کو یہ بھی یاد رہے۔ کہ ۳۱ مئی کی وہ تاریخ ہے۔ کہ اس وقت تحریک جدید سال ششم کے چھ ماہ بھی پورے ہو جاتے ہیں۔ اسلئے ہر وعدہ کرنے والے کا یہ فرض ہے۔ کہ ۳۱ مئی تک کم سے کم اپنا نصف وعدہ ضرور پورا کر لیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ تحریک جدید سال ششم کے وعدے کرنے والے اکثر احباب کو پہنچایا گیا ہے۔ اور زمیندار احباب کی فصل بھی نکل رہی ہے۔ اور نرخ بھی اچھا ہے۔ اور زمیندار احباب کے اکثر وعدے بھی اس فصل سے ادا کرنے کے ہیں۔ پس ان کو بھی اس فصل سے اپنا وعدہ سو فی صدی پورا کرنا چاہیئے۔ تا ان کے نام بھی ۳۱ مئی کے بعد حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۹ اپریل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت بوجہ نزلہ ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المومنین مد ظلہا العالی کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ قابل حمد ہے۔

(۳) ۱۸ اپریل۔ مولوی محمد الدین صاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول اس ماہ میں اپنے عہدہ سے ریٹائر ہو کر پنشن یاب ہو گئے ہیں۔ آپ کی جگہ عارضی طور پر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب مولوی فاضل بی۔اے ہیڈ ماسٹر ہوئے ہیں۔ آج مولوی صاحب موصوف کو اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی طرف سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شاندار پارٹی دی گئی۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شمولیت فرمائی۔ مولوی صاحب کو جن خدمات کے اعزاز میں سٹاف اور طلباء ہائی سکول کی طرف سے ایڈریس پیش کیا گیا۔ جواب میں مولوی صاحب نے بھی مختصر سی تقریر کی۔ اور شکریہ ادا کیا۔ آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے طلباء و اساتذہ کو چند نصائح فرمائیں۔ اور مولوی صاحب کے کام کے متعلق اظہار پسندیدگی فرما کر دعا

ولادت:۔ مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل کے ہاں ۱۸ اپریل کو بوقت مغرب خدا تعالیٰ نے دختر نیک اختر عطا فرمائی۔ جس کا نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسماء صادقہ تجویز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مولودہ کو والدین کے لئے قرۃ العین اور اسم بامسمیٰ کرے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر یہ مجلس ختم ہوئی۔

دلہ، نہایت افسوس سے یہ خبر شائع کی جاتی ہے۔ کہ ابوالاکمل حضرت مولوی امام الدین صاحب آف گولیکی مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی اور عالم ربانی ۱۲-۱۳ اپریل کی درمیانی شب میں بعمر ۹۱ سال وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے جنازہ پڑھایا۔ نعش کو کندھا دیا۔ جنازہ کے ہمراہ مقبرہ بہشتی تک تشریف لے گئے۔ اور مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کو صحابہ والے خاص قطعہ میں جگہ ملی۔ بعد تدفین حضور نے مجمع سمیت دعا کی۔ ہمیں اس صدمہ میں آپ کے متعلقین سے عموماً اور اجمل و اکمل صاحب سے خصوصاً دلی ہمدردی ہے۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ مقامات اور انعامات عطا فرمائے۔ آمین۔

شادیوں کی تقریبات

انہیں ماتم ہمارے گھر ہیں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بی-اے کی شادی

احباب کو معلوم ہے۔ کہ ۱۱ رمئی ۱۹۳۶ء کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کا نکاح سیدہ نعیمہ بیگم صاحبہ بنت جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے خلف حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ آج ۱۱ اپریل ۱۹۴۰ء بعد نماز عصر صاحبزادی صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی تقریب رخصتانہ کوٹھی دار الحمد میں نہایت عمدگی اور شان کے ساتھ عمل میں آئی۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تقریب میں جناب مرزا عزیز احمد صاحب کی طرف سے شرکت فرمائی۔ جناب مرزا صاحب موصوف نے اور بھی بہت سے اصحاب کو مدعو کیا ہوا تھا۔ جن میں کئی قادیان سے باہر کے بھی تھے۔ برات پانچ بجے کے قریب حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی محلہ دار الفضل سے پیدل روانہ ہوئی۔ دولہا کا امتیازی نشان صرف گلے میں پھولوں کے ہار تھے۔ جب برات کوٹھی دار الحمد واقعہ محلہ دار الانوار کے پھاٹک پر پہنچی۔ تو جناب مرزا عزیز احمد صاحب نے دولہا کے گلے میں ہار ڈالا۔ اور دوسروں نے بعض اور اصحاب کو ہار پہنائے۔ اس کے بعد برات معہ دولہا اس شامیانہ کے نیچے پہنچی۔ جہاں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز معہ اور بہت سے اصحاب کے رونق افروز تھے۔ اور جہاں ناشتہ کا سامان نہایت سلیقہ سے میزوں پر چنا ہوا تھا۔ اکل و شرب کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حاضرین سمیت دعا فرمائی۔ اور اس پر مجلس برخاست ہوئی۔

ہم اس مبارک تقریب پر فاروق کی تمام برادری کی طرف سے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور ان کے حرم محترم۔ نیز جناب مرزا عزیز احمد صاحب کی خدمت میں بالخصوص اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیگر ممبران کی خدمت میں بالعموم ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس تعلق کو اسلام اور احمدیت کے لئے برکات کا موجب بنائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذریت کے متعلق جو بشارات دی ہیں۔ ان کا اسے مصداق بنائے۔

خان مسعود احمد خان صاحب بی-اے کی تقریب شادی

گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خان مسعود احمد خانصاحب بی-اے ابن حضرت نواب محمد علیخان صاحب کا نکاح سیدہ طیبہ صدیقہ بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے ۱۵ ہزار روپیہ مہر پر پڑھا تھا۔ آج ۱۷ اپریل ۱۹۴۰ء بعد نماز عصر صاحبزادی صاحبہ سلمہا اللہ کی تقریب رخصتانہ حضرت میر صاحب کی کوٹھی "الصفہ" میں عمدگی کے ساتھ عمل پذیر ہوئی۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے اس تقریب میں حضرت میر صاحب کی طرف سے شرکت فرمائی۔ حضرت میر صاحب نے اس موقعہ پر بہت سے اصحاب کو مدعو کیا ہوا تھا۔ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب بھی تشریف لائے۔ برات اور دوسرے اصحاب کی تواضع چاء اور پھلوں سے کی گئی۔ اور اس کے بعد تمام مجمع سمیت حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا فرمائی۔ مغرب کے قریب رخصتانہ ہوا۔

اس مبارک تقریب پر ہم خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خاندان حضرت نواب صاحب اور خاندان حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

دعوتہائے ولیمہ

ہر دو رخصتانہ کے بعد صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بی-اے کی دعوت ولیمہ بڑے پیمانہ پر حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ نے اپنی کوٹھی دار البرکات میں ۱۳ اپریل کو بعد مغرب اور خان مسعود احمد خان صاحب بی-اے کی دعوت ولیمہ ۱۹ اپریل ۱۹۴۰ء کو کوٹھی دار السلام میں بعد مغرب خان محمد احمد خان صاحب سلمہ اللہ نے دی۔ ہر دو دعوتوں میں سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی شمولیت فرمائی۔ اور دیگر بزرگان سلسلہ بھی مدعو ہوئے۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے مرزا ظفر احمد صاحب کی دعوت ولیمہ میں غرباء اور دیگر غیر احمدی معززین قادیان اور ہندو صاحبان کو بھی مدعو کیا۔ اور آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب اور چودھری بشیر احمد صاحب سب جج دہلی اور کئی مہمان بیرونجات سے بھی شامل ہوئے۔ دونوں دعوتوں کا انتظام نہایت شائستہ اور قابل تقلید تھا۔

چند غیر مسلم معززین کی آمد

ایام زیر اشاعت میں چند غیر مسلم معزز اصحاب دار الامان حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ملاقات اور قادیان کو دیکھنے کے لئے آئے۔

جن میں قابل ذکر آنریبل سر مارس گوائر سی۔ بی کے۔ سی۔ ایس۔ آئی چیف جسٹس آف انڈیا ہیں۔ جو ۱۴ اپریل ۱۹۴۰ء کو ساڑھے نو بجے صبح کی گاڑی سے معہ اپنے فرزند مسٹر جان گوائر کے تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن پر آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب جو ایک دن پہلے تشریف لا چکے تھے۔ اور ناظر صاحبان اور چند دیگر معززین جماعت نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ اور چودھری صاحب بالقابہ کی کوٹھی پر فروکش ہوئے۔ گیارہ بجے کے بعد چودھری صاحب کے ہمراہ موٹر میں آکر تمام دفاتر اور سکولوں اور بورڈنگ ہاؤس مہمان خانہ دفتر قضا مقبرہ بہشتی و مساجد و دفتر نشر و اشاعت جہاں آپ کو چند کتب سلسلہ پیش کی گئیں۔ نور ہسپتال اور ہائی سکول کا دوسرے دن معائنہ فرمایا۔ اور آپ ایک میں اپنے ریمارک لکھے۔ معاینہ فرمانے کے بعد واپس کوٹھی ظفر منزل میں تشریف لے گئے۔ دوپہر کو چودھری صاحب نے بعض اکابرین کو چیف جسٹس صاحب کے ساتھ لنچ پر مدعو کیا۔ اور سہ پہر کو ٹی پارٹی دی۔ جس میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی شرکت فرمائی۔ دوسرے دن ۱۵ اپریل کو سر ممدوح نے میک ورکس دیکھا۔ اور اسکی رائے بک میں عمدہ نوٹ لکھا۔ اس کے بعد حسب پروگرام مجوزہ آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تشریف لے گئے۔ جہاں دس بجے آپ تقریر کرنے والے تھے۔ پہلے چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے صدارتی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد سر مارس گوائر چیف جسٹس آف انڈیا نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ جس کے دوران میں اس امر پر بہت پسندیدگی اور خوشنودی کا اظہار کیا۔ کہ قادیان میں تعلیم یافتہ لوگوں کی شرح قریباً سو فی صدی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ میں قادیان سے ایسے تاثرات لے کر جاؤنگا۔ جو مدتوں میرے دل میں تازہ رہیں گے۔ اور جن کی یاد سے میں ہمیشہ خوشی محسوس کروں گا۔ اور تقریر ختم کرتے ہوئے جملہ سامعین کو السلام علیکم کہا۔ اس کے بعد چودھری صاحب سلمہ اللہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ تیسرے دن ۱۶ اپریل کو آپ معہ اپنے صاحبزادہ کے بذریعہ کار لاہور تشریف لے گئے۔

تین انگریز:۔ ۳ اپریل ۱۹۴۰ء کو جالندھر چھاؤنی سے تین یورپین انگریز بذریعہ موٹر قادیان دیکھنے آئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس چلے گئے۔

ایک ہندو صاحب۔ ۱۶ اپریل کو کلکتہ کے مسٹر اتول نند چکرورتی جو ہندو مسلم اتحاد کے موید اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی ملاقات کو تشریف لائے۔ ڈیڑھ گھنٹہ بمعیت آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات و گفتگو کرتے رہے۔

ایک سکھ صاحب:۔ ۱۹ اپریل کو لاہور سے ایک معزز سکھ صاحب بغرض تحقیق احمدیت تشریف لائے۔ اور ابھی مہمان خانہ میں قیام فرما ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو قبول صداقت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

درخواستہائے دعا۔ مکرمی بابو عبد القادر صاحب کلرک آرسنل راولپنڈی سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک محکمانہ امتحان دیا ہے۔ (۲) اور ان کے چھوٹے بھائی عبد الحمید صاحب نے ایف اے کا امتحان دیا ہے۔ دونوں کی اعلیٰ نمبروں میں کامیابی کے لئے (۳) میاں جلال الدین صاحب دو بد رائے والے چند امراض سے علیل ہیں اپنی صحت کاملہ کے لئے (۴) مکرم غلام حیدر صاحب سیکرٹری جماعت ہوکب کلاں بعض جسمانی عوارض سے صحتیابی کی اور اپنے اہل و عیال کی دینی دنیوی ترقی کے لئے (۵)۔ ناظرین فاروق درد دل سے دعا فرما کر مشکوری کا موقعہ بخشیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ماہ شہادت ۱۳۱۹ھش مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۵

خطبہ جمعہ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۴۰ء

دوست تحریک جدید کے چندہ کی کمی کو پورا کریں۔ اور ادائیگی میں عجلت سے کام لیں

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں آج کے خطبہ میں جماعت کو **تحریک جدید کے چندوں کی وصولی** کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ میں کئی بار اچھی طرح یہ امر واضح کر چکا ہوں۔ کہ یہ چندے صرف وقتی تبلیغ پر ہی خرچ نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ **تبلیغ کے لئے ایک مستقل بنیاد** قائم کرنے پر بھی خرچ ہو رہے ہیں۔ واقفین زندگی کی ایک جماعت جس میں بہت سے نوجوان علماء میں سے لئے گئے ہیں۔ اور کچھ انگریزی خوان نوجوانوں میں سے تبلیغ اسلام کے کام کے لئے تیار کی جا رہی ہے۔ علماء کو تیار کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ انگریزی علوم سے واقفیت حاصل کریں۔ اور اس کے ساتھ مذہبی علوم میں بھی زیادہ وسعت پیدا کریں۔ اور انگریزی خوان نوجوانوں کے متعلق یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ انہوں نے جہاں علوم جدیدہ پڑھے ہیں۔ وہاں وہ دینیات سے بھی اچھی طرح واقف ہو جائیں۔ اس کام کے علاوہ جو تحریک جدید کے چندوں سے تبلیغ کا دوسرے ذرائع سے ہو رہا ہے۔ یہ حصہ ایسا ہے۔ جو جماعت کو نظر نہیں آتا۔ اور ابھی نظر آ نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ حصہ ابھی تیاری میں ہے۔ شاید ایک دو سال کے اندر جب وہ نوجوان تیار ہوں۔ اور ان ضرورتوں کو پورا کریں۔ جو دیر سے محسوس تو ہو رہی تھیں۔ مگر سامان نہ ہونے کی وجہ سے پوری نہ ہو سکتی تھیں۔ اور بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ تو جماعت کو اس کام کا احساس ہو سکے گا۔ اس وقت تک جو مبلغ تیار کئے گئے۔ ان میں اس امر کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کہ ہم نے **ساری دنیا میں تبلیغ** کرنی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ بہت سے کار آمد اور مخلص وجود نکلے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ باوجود میرے بار بار توجہ دلانے کے جامعہ احمدیہ ایسے طالب علم تیار نہیں کر سکا۔ جو علاوہ مذہبی علوم کے ایسی زبانیں بھی جانتے ہوں۔ جو دنیا میں تبلیغ کے لئے مفید ہو سکیں۔ اور جن کے بغیر ساری دنیا میں تبلیغ نہیں کی جا سکتی۔ اس وقت تک جو مبلغ جامعہ تیار کرتا ہے۔ وہ یا تو عرب میں کام کر سکتے ہیں۔ یا پھر پنجاب اور یو پی میں۔ کیونکہ یہی صوبے ہیں۔ جن میں اردو اچھی طرح بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں بھی مثلاً مدراس۔ بنگال۔ بمبئی اور آسام وغیرہ میں وہ کام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ اردو بہت کم جانتے ہیں۔ اس لئے وہاں ان مبلغوں کا حلقہ عمل بہت محدود ہوتا ہے۔ اتنی اردو تو وہ لوگ جانتے ہیں۔ کہ چھوٹی موٹی باتیں سمجھ سکیں۔ مگر اتنی نہیں کہ تقریریں سمجھ سکیں۔ سمندر کے سفر میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ بندرگاہوں پر آباد ہندو اور مقامی لوگ بھی **ٹوٹی پھوٹی اردو** بول اور سمجھ لیتے ہیں۔ مگر اتنی نہیں جانتے۔ کہ اردو میں تقریریں سمجھ لیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ مدراس بنگال۔ بمبئی۔ مالابار اور بمبئی کے دوسرے علاقوں کے لوگ جب لیکچرار مانگتے ہیں۔ تو ساتھ یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ انگریزی خوان مبلغ بھیجے جائیں۔ مگر ہم ایسے مبلغ نہیں دے سکتے۔ اس وجہ سے ان علاقوں میں ہماری تبلیغ بہت محدود رہ گئی ہے۔ اور صرف پنجاب اور اس کے ارد گرد کے علاقہ پر ہی زور ہے۔ حالانکہ جس طرح پنجاب میں ایسی روحیں ہیں۔ جو صداقت کے لئے اپنے دل میں تڑپ رکھتی ہیں۔ اسی طرح دوسرے ملکوں اور علاقوں میں بھی ضرور ہیں۔ لیکن ان علاقوں میں جب ہمارے مبلغ جاتے بھی ہیں۔ تو تبلیغ کا دائرہ بہت محدود ہوتا ہے۔ ابھی **ایک مبلغ برما میں** بھیجا گیا ہے۔ جو جامعہ احمدیہ کا فارغ التحصیل ہے۔ اور وہ مفید کام بھی کر رہا ہے۔ مگر متواتر اپیل پر اپیل آ رہی ہے۔ کہ کوئی انگریزی دان مبلغ یہاں بھیجا جائے۔ تو بہت اچھا ہو۔ کیونکہ یہاں ایک بہت بڑا طبقہ انگریزی دانوں کا ہے۔ جن تک موجودہ مبلغ نہیں پہنچ سکتا۔ تو تحریک جدید کے ماتحت یہ ضروری کام بھی کیا جا رہا ہے۔ کہ ایسے مبلغ تیار کئے جاتے ہیں۔ جو ساری دنیا میں تبلیغ کا کام کر سکیں۔ بعض علماء ہیں۔ جن کو انگریزی پڑھانے کے علاوہ دینی علوم میں بھی وسعت پیدا کی جا رہی ہے۔ اور بعض انگریزی خواں ہیں۔ جن کو عربی پڑھائی جاتی اور دینی علوم سکھائے جاتے ہیں۔ تا وہ دونوں باہم سموئے جائیں اور ہماری ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔ اس میں شک نہیں کہ انگریزی کے علاوہ اور بھی بہت سی زبانیں ہیں۔ جن کا سیکھنا تبلیغ کے لئے ضروری ہے۔ اور میری سکیم یہی ہے۔ کہ **مختلف زبانیں** نوجوانوں کو سکھائی جائیں۔ مگر سر دست انگریزی ہی سکھائی جاتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اسی کے ذریعہ ہمارے لئے تبلیغ کا ایک نیا دروازہ کھل جائے گا۔ اور ایک نیا طبقہ تبلیغ کے لئے ہمارے قریب ہو جائے گا۔ فی الحال اس سکیم کے ماتحت ۵-۶ گریجوایٹ اور ۱۰-۱۲ مولوی فاضل تیار کئے جا رہے ہیں۔ مولوی فاضلوں کو فی الحال انٹرنس کا امتحان دلوایا گیا ہے۔ اور انگریزی میں اس سے زیادہ قابلیت ان کے اندر پیدا کرنے کے سامان بھی کئے جا رہے ہیں۔ ان واقفین میں سے ایک کو لنڈن بھیج کر میں نے انگریزی کی تعلیم دلوائی تھی۔ اور اب اسے افریقہ کے ایک علاقہ میں کام کرنے کے لئے لگایا گیا ہے۔ بظاہر دیکھنے والوں کو تو یہی نظر آ رہا ہے۔ کہ پچھلے دو تین سالوں میں نئے مشن نہیں کھولے گئے۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ کہ تبلیغ کے لئے ایسے نوجوانوں کا تیار کیا جانا اشد ضروری ہے۔ ابتداء میں ہم نے عارضی طور پر ایسے آدمی لگائے تھے۔ جن کو **دینی علوم کی واقفیت** گہری نہ تھی۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ انہوں نے اپنے اخلاص کی وجہ سے اور سلسلہ کے اردو لٹریچر کی مدد سے جتنی تبلیغ وہ کر سکتے تھے۔ اتنی کی۔ اور بعض جگہ اس کے عملی نتائج بھی ظاہر ہوئے۔ مگر ان سے غلطیاں بھی ہوتی تھیں۔ مجھے چودھری ظفر اللہ خانصاحب نے بتایا۔ کہ ایک ایسے ہی مبلغ نے کسی مسئلہ میں قیاس کر کے جواب دے دیا۔ جو در حقیقت غلط تھا۔ ان لوگوں سے عارضی کام لیا گیا۔ مگر مستقل طور پر ایسے لوگوں سے کام نہیں لیا جا سکتا تھا۔ ورنہ مختلف مقامات پر ایسا دین پیدا ہو جاتا۔ جو احمدیت سے بالکل مختلف ہوتا۔ ان لوگوں سے صرف **آواز پہنچانے کا کام** لے لیا گیا۔ لیکن یہ ہمارا ضروری فرض ہے۔ کہ ایسی جماعت تیار کریں۔ جو دین سے واقف ہو۔ اور باہر جا کر ایسی تعلیم پھیلائے۔ جو احمدیت اور اسلام کی حقیقی تعلیم ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسی جماعت تیار کرنے کے لئے وقت کی ضرورت ہے۔ عام لوگ گھبراتے ہیں۔ کہ کام نہیں ہو رہا۔ بعض لوگ **جلد بازی کے عادی** ہوتے ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بعض کاموں میں جلد بازی انہیں رحمانی کے بجائے شیطانی بنا دیا کرتی ہے۔ اسی جنگ میں دیکھ لو۔ انگلستان سوا لاکھ سے والنٹیئر تیار کر رہا تھا۔ مگر اب تک وہ دو دو چار چار ہزار کر کے ہی میدان میں بھیجے جاتے ہیں۔ اور اچھے افسروں کی ٹریننگ کے لئے تین تین چار چار بلکہ پانچ پانچ سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ پس اگر ہم بھی تین چار یا پانچ سال لگا کر ایسے علماء کی ایک جماعت تیار کر سکیں۔ جو تین چار یا پانچ سال میں عربی دینی اور انگریزی علوم سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ دین کے ماہر ہوں۔ اور دین کی تفاصیل سے آگاہ ہوں۔ تو نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ بیس پچیس سال کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ اور

مبلغین کی ٹریننگ

کے لئے ایک ایسی لائن تیار ہو سکے گی۔ کہ جس پر چل کر نئے مبلغ تیار کرنے آسان ہو جائیں گے۔

دوسرا حصہ تحریک جدید کے چندوں کا جیسا کہ میں کئی بار بیان کر چکا ہوں۔

مستقل جائداد

پیدا کرنے پر خرچ کیا گیا ہے۔ ایسی زمینیں خریدی گئی ہیں۔ جن کی قیمت قسط وار ادا کی جا رہی ہے۔ اور قسطیں قریباً ستر ہزار روپیہ سالانہ دینی پڑتی ہے۔ ان جائیدادوں کے پیدا کرنے کی غرض یہ ہے۔ کہ تحریک کے عارضی چندہ کو ہم مستقل نہیں کر سکتے۔ اور نہ یہ مستقل طور پر ادا کیا جا سکتا ہے۔ بیشک مستقل کر دینے کی صورت میں بھی بعض مخلصین اسے ادا کرتے رہیں گے۔ لیکن ساری جماعت نہیں کر سکتی۔ اگر ساری جماعت اُنہیں ادا کرے۔ تو صدر انجمن احمدیہ کے چندوں پر بُرا اثر پڑے گا۔ گو محاسب صاحب اور ناظر صاحب بیت المال تو اب بھی کہہ رہے ہیں۔ کہ

انجمن کے چندوں پر اثر

پڑ رہا ہے۔ مگر میں ان کی اس رائے سے متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ انجمن کا چندہ اسی طرح بڑھ رہا ہے۔ جس طرح کہ پہلے بڑھتا تھا۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ اگر ان عارضی چندوں کو مستقل کر دیا گیا۔ تو اس کے نتیجہ میں ایک لمبے عرصہ کے بعد انجمن کے چندوں میں ترقی رک جائیگی۔ اور ادھر یہ کام ایسا ہے۔ کہ اسے ہم چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ تبلیغ کو کسی وقت بھی بند نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ کوئی ایسا انتظام کر دیا جائے۔ کہ جس سے معمولی اخراجات پورے ہو سکیں۔ اور بجٹ پورا ہوتا رہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی خاص ضرورت پیش آئی۔ تو چندہ لے لیا۔ ورنہ نہیں۔ کارکنوں کے گزاروں اور دفتری اخراجات کے لئے مستقل آمد سے کام ہوتا رہے۔ میرا اندازہ ہے۔ کہ اگر خدا تعالےٰ نے چاہا۔ تو اس سے

پچاس ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی آمد

ہوتی رہے گی۔ اور اس طرح دفتری اخراجات اور کارکنوں کے گزارہ کے لئے جماعت سے چندہ لینے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ اس زمین کی اقساط بیس سال میں ادا ہوں گی۔ لیکن مجھے امید ہے۔ کہ اگر حالات ایسے ہو جائیں۔ کہ زمینداروں کی پیدا کردہ اشیاء کی قیمتیں بڑھ جائیں۔ تو اس تحریک کے عرصہ کے اندر اندر ہی ادا ہو سکتی ہیں۔ بہر حال یہ ایسی مستقل بنیادیں ہیں۔ کہ جن سے تبلیغ کا دروازہ بہت وسیع ہو سکتا ہے۔ اور یہ ایسا مستقل فنڈ ہے۔ کہ جو تبلیغ کے کام کو بڑھانے کے سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر ہم اس کام کو آرام اور فراغت کے ساتھ اس وقت تک نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ جماعت کے دوست اپنے وعدوں کو پورا نہ کریں۔ اور وعدے پیش کرنے میں دلیری اور جرأت سے کام نہ لیں۔ میں نے

مجلس شوریٰ میں

یہ بات بیان کی تھی۔ کہ اس سال کے وعدے گذشتہ سال سے کچھ کم ہیں۔ گو وہ سنہ ۱۹۳۸ء کی نسبت تو زیادہ ہیں۔ مگر سنہ ۱۹۳۹ء کی نسبت سے کم ہیں۔ بے شک ابھی بیرون ہند کی جماعتوں کے سب وعدے نہیں آئے۔ جو کئی ہزار کے ہوتے ہیں۔ مگر ان ہزاروں کو شامل کر کے بھی تین چار ہزار کی کمی رہ جائے گی۔ اور یہ

بہت نقص کی بات

ہے۔ مومنوں کی جماعت کا ہر قدم آگے ہونا چاہیئے۔ پیچھے نہیں۔ مجھے اس بات سے خوشی ہے۔ کہ مجلس شوریٰ کے موقعہ پر میرے اس بیان کے بعد بعض دوست توجہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ

عزیزم مرزا مظفر احمد صاحب

نے جو میرے بھتیجے اور داماد بھی ہیں۔ خط لکھا ہے۔ کہ آپ جب یہ ذکر کر رہے تھے۔ کہ اس سال وعدوں میں کچھ کمی ہے۔ تو میرے دل پر اس کا اتنا اثر ہوا۔ کہ میں نے اسی وقت فیصلہ کیا۔ کہ میں اپنے وعدہ میں اضافہ کروں گا۔ چنانچہ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا چندہ دو سو کی جگہ اڑھائی سو کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ

وعدوں کی ادائیگی

میں بھی کسی قدر سستی پائی جاتی ہے۔ ہر سال کچھ نہ کچھ وعدے ادا ہونے سے رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ چندہ طوعی ہے۔ وعدہ کے بعد اس کے ادا نہ ہونے کے کوئی معنی ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ کسی شخص کے حالات ایسے بدل جائیں۔ کہ وہ ادا کرنے کے قابل نہ رہے۔ ایسا شخص تو معذور ہے اور نادہند نہیں۔ ایسا شخص اگر اطلاع دے دے۔ تو اس کا نام رجسٹر سے کاٹ دیا جائے گا۔ پھر میں نے یہ بھی بار ہا کہا ہے۔ کہ جو شخص نہ دے سکتا ہو۔ وہ معافی لے لے۔ تا نادہندگی کے گناہ سے بچ جائے۔ مگر باوجود اس کے جو نہ تو معافی لیتا ہے۔ اور نہ ادا کرتا ہے۔ وہ خواہ مخواہ گنہگار بنتا ہے۔ دفتر تحریک جدید والے اب ہر ایک کے نام رجسٹری خطوط بھیج رہے ہیں۔ گو میرے خطبہ کی تعمیل انہوں نے بہت دیر سے کی مگر اب یہ خطوط بھیجے جا رہے ہیں۔ تا ہر ایک پر حجت قائم ہو جائے۔ اور بعد میں کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے۔ کہ مجھے اطلاع نہ تھی۔ اب بھی ان لوگوں کے لئے موقع ہے۔ کہ جو ادا نہ کر سکتے ہوں۔ وہ معافی لے لیں۔ اس طرح ان کا نام رجسٹر سے کاٹ دیا جائے گا۔ لیکن جو نہ تو معافی لے۔ اور نہ ادا کرے۔ تو اس کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ وہ

خدا تعالےٰ اور سلسلہ سے کھیل اور تمسخر

کرنا چاہتا ہے۔ وہ جھوٹی بڑائی کا خواہشمند ہے۔ اس کے اندر غرور اور تکبر پایا جاتا ہے۔ اور وہ محض جھوٹی عزت کے لئے اپنا نام لکھوا دیتا ہے۔ ورنہ شروع دن سے ہی اس کا ارادہ ادا کرنے کا نہ تھا۔ ان کے سوا بھی بعض ایسے لوگ ہیں۔ جو ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ وہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ آخری دن ادا کر دیں گے۔ حالانکہ

مومن کو چاہیئے

کہ پہلے ہی دن ادا کرے۔ یا پھر ہر ماہ کرتا جائے۔ کیا پتہ ہے۔ کہ وہ آخری دن تک زندہ بھی رہے۔ یا نہ رہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں اگست میں ادا کر دوں گا۔ اسے کیا علم کہ وہ اگست تک زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ لیکن جس نے نومبر میں وعدہ لکھوایا۔ اور پھر کچھ دسمبر میں ادا کیا۔ کچھ جنوری میں کچھ فروری میں۔ اور بعد میں فوت ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ ادا کرنے والوں میں شمار ہو گا۔ نادہندوں میں نہیں۔ کیونکہ جب تک وہ زندہ رہا۔ برابر ادا کرتا رہا۔ لیکن جو شخص ایک بھی قسط ادا نہیں کرتا۔ وہ اگر فوت ہو جائے۔ تو اللہ تعالےٰ ضرور دریافت کرے گا۔ کہ تم نے ادائیگی کے لئے کیا تیاری کی تھی۔ پس دوست

تحریکِ جدید کے چندوں کی ادائیگی

میں عجلت سے کام لیں۔ اور جو یکمشت ادا نہیں کر سکتے۔ وہ آہستہ آہستہ ادا کرتے جائیں۔ سارے ہی اگر آخری دن ادا کرنے پر رہیں۔ تو ہم زمین کی قسط کہاں سے ادا کر سکتے ہیں۔ یہ قسط مئی میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر دوست اپنے وعدے ادا نہ کریں۔ تو یہ کہاں سے ادا ہو سکتی ہے۔ اگر وقت پر یہ قسط ادا نہ ہو۔ تو دس روپیہ سینکڑہ جرمانہ ہو جاتا ہے۔ جو گویا بروقت چندہ ادا نہ کرنے والے کی سستی سے ہوا۔ اور اس صورت میں اس کا سَو روپیہ چندہ خدا تعالےٰ کے ہاں نوے روپیہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ دس روپیہ جرمانہ اسکی سستی سے ہوا ہے۔ پس دوست توجہ کریں۔ اور اپنے وعدے جلد پورے کریں۔ اور

جو نہیں دے سکتے

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی بار بیان کیا ہے۔ اب بھی ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ معافی لے لیں۔ اور جو طاقت رکھتے ہیں۔ مگر ادا نہیں کر سکے۔ وہ اپنی اس

غلطی کا ازالہ

کریں۔ بلکہ کفارہ کے طور پر کچھ زیادہ دیں۔ جو دینے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اور ارادہ رکھتے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ ساتھ کے ساتھ کچھ نہ کچھ ادا کرتے جائیں۔ تا سلسلہ کے کام میں نقص نہ واقع ہو۔ میں جانتا ہوں۔ کہ

احمدیوں پر بوجھ

زیادہ ہیں۔ ان کی قربانیاں دوسروں سے بڑھی ہوئی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے۔ کہ ان کے لئے جو انعامات مقدر ہیں۔ وہ بھی دوسروں کے لئے نہیں۔ بعض نادان کہتے ہیں۔ کہ قربانیاں تو ہم کرتے ہیں۔ مگر دنیوی انعام اور آرام و آسائش دوسروں کو حاصل ہیں۔ مگر وہ نہیں جانتے۔ کہ ان قربانیوں کے بدلہ میں ان کو تو خدا ملتا ہے۔ اور دوسروں کو بھیڑ بکریاں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا۔ تو بہت سے نئے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور اس کے بعد جو جنگ ہوئی۔ اس میں کچھ اموال آئے۔ تو آپؐ نے وہ مکہ کے نومسلموں میں تقسیم کر دیئے۔ مدینہ کا ایک نوجوان انصاری اپنی ناسمجھی کی وجہ سے صبر نہ کر سکا۔ اور اس نے کہہ دیا۔ کہ یہ عجیب بات ہے۔ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ اور فتح ہماری وجہ سے ہوئی ہے۔ مگر اموال رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مکہ والوں میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بھی خبر پہنچی۔ تو آپؐ نے انصار کو جمع کیا۔ ان کو بھی علم ہو چکا تھا۔ کہ ایسی رپورٹ آپؐ کو پہنچ چکی ہے۔ وہ بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ ہمیں علم ہے۔ کہ آپؐ نے ہمیں کیوں بلوایا ہے۔ مگر ہم سب اس نوجوان کی اس بات کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا۔ انصار

جو ہونا تھا وہ ہو چکا

انصار تم یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ جب محمد (صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو اس کی قوم نے وطن سے نکال دیا۔ جب اپنے شہر میں اس پر زندگی تلخ کر دی۔ اس وقت ہم نے اس کے لئے اپنے شہر کے دروازے کھول دیئے۔ اور اسے یہاں لے آئے۔ پھر ہم اس کے دشمنوں کے ساتھ لڑے۔ اور قربانیاں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ فتح حاصل کر لی۔ مگر جب فتح حاصل ہو گئی۔ تو اس نے اموال اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیئے۔ اور ہم خالی ہاتھ رہ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے انصار بے شک تم یہ کہہ سکتے ہو۔ یہ بات سُنکر انصار جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخلاص و قربانی کا ایک ہی نمونہ

تھے۔ بلکہ بعض رنگ میں ان جیسی قربانی کرنے والی کوئی اور قوم ملتی ہی نہیں۔ بے شک مہاجرین نے بھی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ مگر وہ قربانی جس کا بدلہ دنیا میں نہیں ملا۔ وہ انصار ہی کی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ بات سُن کر ان کے دلوں کی کیفیت کیا ہوگی۔ یہ ظاہر ہے۔ وہ بے اختیار رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ

ایک نوجوان کی غلطی

ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ یہ بات تم کہہ سکتے ہو۔ مگر تم ایک اور بات بھی کہہ سکتے ہو۔ اور وہ یہ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مکہ میں پیدا ہوا۔ اور اسکی پیدائش سے اللہ تعالےٰ نے مکہ کو عظمت عطا کی۔ مگر مکہ والوں نے اس نعمت کی ناشکری کی۔ اور اسکی ناشکری کی سزا کے طور پر اللہ تعالےٰ اسے مکہ سے مدینہ لے گیا۔ اور اس پر

اپنے فضلوں کی بارش

کی۔ اور وہ اور اس کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی تائید نصرت سے بڑھنے لگے۔ حتیٰ کہ انہوں نے مکہ کو فتح کرلیا۔ پھر مکہ والوں نے یہ امید کی۔ کہ شاید اب ہمارا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہمیں دوبارہ مل جائے گا۔ مگر ہوا کیا؟

فتح کے بعد مکہ والے

تو بھیڑ بکریاں اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ اور انصار خدا تعالےٰ کے رسول کو اپنے ساتھ لے گئے۔ پس میں بھی وہی کہتا ہوں۔ جو میرے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ دوسرے لوگوں کو تو مال و دولت مل جاتا ہے۔ مگر تم جو قربانیاں کرتے ہو۔ ان کے نتیجہ میں

تمہارا خدا تمہیں ملتا ہے

اور یہ انعام کوئی معمولی انعام نہیں ہے۔ اپنا اپنا نقطہ نگاہ ہے۔ جو نادان اس بات کو ترجیح دیتے ہیں۔ کہ ان کی قربانیوں کے عوض ان کو

دُنیوی عزت اور مال و دولت

حاصل ہو۔ ان کا کوئی علاج میرے پاس نہیں۔ جس کی روحانی نظر تیز ہے۔ اس کے لئے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ اور پھر اگر دیکھا جائے۔ تو ظاہری لحاظ سے بھی اللہ تعالےٰ کے فضل ہم پر زیادہ ہو رہے ہیں۔ پہلے سے بہت زیادہ مالدار لوگ اب ہم میں موجود ہیں۔ پہلے سے بہت بڑے عہدیدار ہم میں شامل ہیں۔ اور پہلے سے بہت زیادہ عزت والے لوگ آج ہم میں موجود ہیں۔ پھر

غریبوں اور مسکینوں کے لئے

جو انتظام یہاں ہیں۔ وہ دنیا میں اور کسی جگہ نہیں اگر کسی کو کوئی شکایت ہے۔ تو وہ محض حسد کی وجہ سے ہے۔ ایک شخص سمجھتا ہے۔ مجھے دس روپے ملنے چاہئیں۔ مگر ملتے صرف دو ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتا۔ کہ اگر وہ کسی اور جگہ ہوتا۔ تو یہ دو بھی نہ مل سکتے۔ اور حسد کی وجہ سے شکایت کرنے لگتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ دنیا کا کوئی اور ایسا شہر تو بتاؤ۔ جہاں اس طرح لوگوں کے

کھانے اور کپڑے کا انتظام

ہوتا ہو۔ جیسا یہاں ہوتا ہے۔ کوئی مالدار سے مالدار قوم ایسی نہیں۔ جو غریبوں کی اس طرح پرورش کرتی ہو۔ جیسی ہم کرتے ہیں۔ بے شک ہمارے ذرائع محدود ہیں۔ اسلئے ہم محدود امداد ہی کرسکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ کہ اسلامی حکومت میں ہر شخص کے لئے کھانے پہننے اور مکان کا انتظام حکومت کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور اگر خدا تعالےٰ نے ہمیں فراخی عطا کرے۔ تو ہم بھی ایسا کریں گے۔ مگر بہرحال دوسری قوموں کی نسبت ہماری موجودہ حالت اچھی ہے۔ بعض لوگ نسبت نہیں دیکھتے بلکہ شان کا مقابلہ شان سے کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے۔ کہ جس شخص کو دس روپیہ میں آٹھ روپیہ کا مال ملے۔ وہ اچھا ہے۔ یا جسے ایک پیسہ میں دو پیسہ کا مال مل جائے۔ اس کے دس روپیہ میں ایسی نحوست ہے۔ کہ اسے اس میں آٹھ روپیہ کا مال ملتا ہے۔ اور ہمارے ایک پیسہ میں اتنی برکت ہے۔ کہ اس میں دو پیسہ کا مال ملتا ہے۔ بے شک اس کے پاس روپے زیادہ ہیں۔ مگر برکت تو ہمارے مال میں زیادہ ہے۔ جن کی آنکھیں ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کے فضل کے ماتحت

ہر جہت سے ترقی

کر رہے ہیں۔ ہمارے نظام میں بھی بہتری پیدا ہو رہی ہے۔ اگر ہم قربانی اور ایثار میں ترقی کریں۔ اور تبلیغ کو وسیع کریں۔ تو وہ دن بھی دُور نہیں۔ جب

حکومت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری ہوگی

کیونکہ حاکم لوگ بھی تو آخر ہدایت کے محتاج اور خواہشمند ہیں۔ لیکن اگر اس وقت ہمارے دلوں میں خدا تعالےٰ کی محبت نہ ہوئی تو وہ دن برکت والے نہ ہوں گے۔ اور ایک مومن تو اس بات کو پسند کرے گا۔ کہ وہ مر جائے بہ نسبت اس کے کہ اس کے دل سے

خدا تعالےٰ کی محبت

کم ہو جائے۔ حضرت ابوذر غفاری رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی تھے۔ ان کو دُنیوی مال و دولت سے اس قدر نفرت تھی۔ کہ جب مسلمانوں کو مال بکثرت ملنے لگے۔ تو وہ ہر ایک سے لڑتے تھے۔ کہ تم مال کیوں رکھتے ہو۔ آخر حضرت عثمان رضؓ نے ان سے کہا۔ کہ آپ کسی گاؤں میں جا بیٹھیں۔ "نا نہ یہ چیزیں دیکھیں۔ اور نہ لوگوں سے لڑیں" تو اللہ تعالےٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کو

ظاہری شان سے نفرت

ہوتی ہے۔ اور وہ صبر و قناعت میں ہی خوش رہتے ہیں۔ مگر کامل مومن کا اصل مقام یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ جس حال میں رکھے۔ اسی میں خوش رہے۔ اگر خدا تعالےٰ لاکھوں روپے دے دے تو اس میں خوش رہے۔ اور اگر بھوکا رکھے۔ تو اس حالت میں بھی خوش رہے۔

پس جماعت پر اللہ تعالےٰ کے جو فضل نازل ہو رہے ہیں۔ اور جس مقام پر اس نے ہمیں کھڑا کیا ہے۔ ہم سے جو کام لے رہا ہے۔ اور جو لے گا اس کے پیش نظر

کسی بھی قربانی کو بڑا نہ سمجھو

ہماری قربانیاں اللہ تعالےٰ کے انعامات کے مقابلہ میں بالکل حقیر ہیں۔ پس جو دوست اب تک سستی کرتے رہے ہیں۔ وہ اب چست ہو جائیں۔ اور جو چست ہیں وہ اپنے اندر اور چستی پیدا کریں ضمناً میں یہ بات بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ جن دوستوں نے اپنی طاقت اور حیثیت سے کم وعدے کئے ہیں۔ چونکہ

چندوں میں کمی

ہے۔ اسلئے وہ اگر بڑھا دیں۔ تو زیادہ ثواب پائینگے۔ عہدیداروں اور دوسرے کام کرنے والوں کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بھی چستی سے کام کریں۔ ممکن ہے۔ یہ کمی ان کی سستی کی وجہ سے ہو۔ میں یہ بات بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ چونکہ پچھلے دنوں ڈاک دفتر میں جاتی تھی۔ اور میرے پاس خلاصے آتے تھے۔ اس لئے ممکن ہے۔ بعض وعدے نظر انداز ہو گئے ہوں۔ بلکہ میرا غالب گمان یہ ہے۔ کہ بعض وعدے نظر انداز ہو گئے ہیں۔ اسلئے جن دوستوں کو ان کے وعدے پہنچ جانے کی اطلاع نہ ملی ہو۔ وہ پھر بھیجدیں۔ اور اس طرح ممکن ہے۔ جو کمی ہے۔ وہ ان وعدوں کے مل جانے پر پوری ہو جائے۔

پیغام پارٹی کے مقابلہ کے لئے لٹریچر

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں (جو فاروق کی گذشتہ اشاعت میں چھپ چکا ہے) فرمایا کہ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے دوستوں کو چاہیئے۔ پورے طور پر تیاری کریں۔ اس تیاری کے لئے جو جو کتابیں آج تک اس فتنہ کے مقابلہ پر لکھی گئی ہیں۔ ان کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ میں دوستوں کی آسانی کے لئے وہ تمام کتابیں اور ٹریکٹ ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ یاد رہے۔ کہ پیغام پارٹی کے ساتھ جن مسائل پر ہمارا اختلاف ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) مصلح موعود کی پیشگوئی (۲) خلافت (۳) نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۴) آپ کے منکرین کا کفر۔

(۱) مصلح موعود کی پیشگوئی کے متعلق لٹریچر:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات جن میں اس پیشگوئی کا ذکر ہے۔ اشتہار دربارہ مصلح موعود۔ یہ اشتہار پہلی دفعہ حضرت صاحب نے بطور ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر جو یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں چھپا۔ شائع کیا ہے۔ اور حضور نے اس کو ۲۰ فروری کو لکھا تھا۔ اسی لئے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا مشہور ہے۔ دوسرا اشتہار واجب الاظہار ہے۔ تیسرا اشتہار صداقت آثار ہے۔ چوتھا اشتہار محکت اخیار و اشرار ہے۔ پانچواں اشتہار خوشخبری ہے۔ چھٹا اشتہار تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء ہے۔ ساتواں اشتہار سبز ہے اور اسی کا دوسرا نام حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر (اول) ہے۔ آٹھواں وہ خط ہے۔ جو حضور ؑ نے مولوی نورالدین صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الموعود) کے نام بھیجا۔ نواں اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء۔ یہ سب اشتہارات پورے کے پورے اور ان کے علاوہ وہ عبارات جو حضرت صاحب کی کتب میں مختلف مقامات پر آتی ہیں۔ یہ سب اکٹھی ایک جگہ پر کتاب "خلافت محمود و مصلح موعود" میں آپ کو آٹھ آنے کو مل جائیں گی۔ یاد رہے یہ کتاب میر قاسم علی صاحب نے مولوی محمد علی کے رسالہ "المصلح الموعود" کے جواب میں لکھی تھی۔ جو خدا کے فضل و کرم سے اس پارٹی کے گھر میں ماتم ڈالنے والی ثابت ہوئی ہے۔ اس کتاب میں علاوہ مذکورہ بالا حضرت صاحب کی تحریرات کے میر صاحب کے اپنے دلائل بھی ہیں۔ جو عمدہ مرج مصالحہ کا کام دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور کتاب ہے۔ جو اس مسئلہ کو خوب حل کرتی ہے۔ وہ "نشان آسمانی" ہے۔ اس میں حضور نے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی کہ "پسرش یادگار ہمی بینم" کو درج کرکے اس پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے مصنفوں کے ٹریکٹ اور کتابیں جو اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہیں۔ وہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ رسالہ پسر موعود۔ نشانِ رحمت۔ نشانِ فضل۔ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کا ایک جمعہ کا خطبہ بھی ہے۔ جو ۱۲ فروری ۱۹۳۵ء کے پرچہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ مباحثہ راولپنڈی درمیان جماعت احمدیہ اور غیر مبایعین۔ حال ہی میں ایک کتاب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر نے لکھی ہے۔ اس کا نام بشارات رحمانیہ ہے۔ اس میں بعض لوگوں کے کشوف اور رویا ہیں۔ جو مصلح موعود کے ظہور پر دلالت کرتی ہیں۔ (افسوس ہے کہ اکثر کشوف اور رویاء اچھے اچھے لوگوں کے اس میں درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ شاید مبشر صاحب دوسرے ایڈیشن میں درج کرنے کی کوشش کریں۔)

دوسرا مسئلہ خلافت کا ہے۔ اس پر جو پہلی کتاب لکھی گئی۔ وہ خلافت احمدیہ ہے۔ یہ کتاب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لکھی گئی۔ اس کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے بہت پسند کیا تھا۔ یہ کتاب اس وقت کی انجمن انصار اللہ نے لکھی۔ اور شائع کی۔ اس کے تین حصے ہیں۔ خلافت احمدیہ۔ ایک اس کا ضمیمہ۔ اور ایک اظہار حقیقت۔ اس کتاب کی تصنیف کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی۔ کہ لاہور سے دو ٹریکٹ شائع ہوئے۔ ان پر اگرچہ مصنف کا نام وغیرہ کچھ نہیں تھا۔ مگر قرائن سے صاف پتہ لگتا تھا۔ کہ یہ کارروائی انہیں لوگوں کی ہے۔ جو پیغام پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔

ان دونوں ٹریکٹوں کا خلاصہ مطلب یہ تھا۔ کہ اگرچہ پیغام پارٹی کے بعض ممبروں نے بھول کر حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا لیا ہے۔ مگر یہ غلطی تھی۔ خلیفہ ہونا نہیں چاہیئے۔

یاد رہے۔ کہ ان تینوں رسالوں پر جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ پیغام پارٹی کے ان ممبروں کے تصدیقی دستخط بھی ہیں۔ جن کے اشاروں سے وہ دونوں ٹریکٹ لکھے گئے تھے۔ یا خود انہوں نے ہی لکھے تھے۔ مگر جب ان کے جواب میں یہ تینوں رسالے لکھے گئے۔ تو منافقانہ طور پر انہوں نے بھی ان کی تصدیق کر دی۔ مگر تھوڑی ہی مدت گزرنے پر جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات قریب آئی۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے ایک ٹریکٹ لکھ کر شائع کر دیا۔ اس ٹریکٹ کا مضمون بھی وہی تھا۔ جو ان دو پہلے ٹریکٹوں کا تھا۔ اس ٹریکٹ نے تو نفاق کا پردہ ہی اٹھا دیا۔ اس ٹریکٹ میں ایک عجیب بات یہ ہے۔ کہ یہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں لکھا گیا۔ مگر اس میں آپ کی وفات ظاہر کی گئی۔ اور لکھا کہ اب خلیفہ کی ضرورت ہی نہیں۔

ان تینوں رسالوں کے بعد اس مسئلہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الموعود الثانی نے خوب روشنی ڈالی اور آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں۔

حضور عالی کو خلیفہ ہوئے ابھی چند روز ہی ہوئے تو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی۔ اس پر آپ نے ایک ٹریکٹ لکھا۔ جس میں آپ نے اپنے تازے الہامات درج کئے۔ اور اس ٹریکٹ کا نام "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" رکھا۔ اس ٹریکٹ میں حضور عالی نے خلافت پر روشنی ڈالی۔ اور یہ بھی دعویٰ کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی جو مصلح موعود کے متعلق ہے۔ اس کا میں ہی مصداق ہوں۔ (وہ لوگ غور کریں۔ جو آئے دن کہتے رہتے ہیں کہ میاں صاحب نے خود مصلح موعود ہونے کا اعلان کیوں نہیں کیا۔ حالانکہ حضور عالی کئی بار اعلان کر چکے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی کا مصداق میں ہوں۔ چنانچہ اسی ٹریکٹ کو وہ پڑھیں۔ اس میں آپ نے بڑے زور سے مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور پھر آپ کا ایک جمعہ کا خطبہ بھی ہے۔ جو ۱۲ فروری ۱۹۳۵ء کے الفضل کے پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں واضح طور پر حضور عالی نے اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کا اعلان کیا ہے۔ جس ٹریکٹ کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ یاد رہے۔ کہ یہ حضور عالی نے ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء کو لکھ کر شائع کیا تھا۔ اور دوسرے رسالے جو مصلح موعود پر لکھے گئے۔ وہ سب کے سب اس کے بعد لکھے گئے ہیں۔ پہلا رسالہ "پسر موعود" اور دوسرا نام "مصلح موعود" پیر منظور محمد صاحب نے ۲۷ مئی ۱۹۱۴ء کو شائع کیا تھا۔ اس سے وہ اعتراض بھی جاتا رہا۔ جو کہتے ہیں کہ مصلح موعود والا شگوفہ خواہ مخواہ پیر صاحب نے نکالا ہے۔ حالانکہ یہ رسالہ حضرت صاحب کے ٹریکٹ کے دو ماہ بعد لکھا گیا)

حضور عالی کا وہ مشہور الہام بھی اسی ٹریکٹ میں ہے۔ جو "لَیُمَزِّقَنَّھُمْ"۔ یعنی اللہ تعالےٰ ضرور ان کو (یعنی پیغامیوں کو) ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا"۔ اللہ تعالےٰ کی یہ پیشگوئی بھی عجیب رنگ میں پوری ہوئی۔ کجا وہ وقت کہ یہ سب اکٹھے ہو کر حضرت خلیفہ ثانی کے مقابلہ پر اٹھے۔ اور پھر کجا وہ وقت کہ یہ سب کے سب ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ کچھ ان میں سے جو نیک تھے۔ انہوں نے تو حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کر لی۔ اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور کچھ دہریہ ہو گئے۔ اور کچھ ان کا ساتھ چھوڑ کر غیر احمدیوں میں جا ملے۔ اور کچھ علیحدہ علیحدہ ہو کر ایک دوسرے پر اعتراض کرنے لگے۔ یہاں تک کہ غبن کے الزام لگائے گئے۔ اور کچھ ان کی اصلاح کے مدعی ہو کر ان کے مصلح بنے۔ اللہ اللہ کہاں وہ زمانہ کہ مولوی محمد علی صاحب قاسم الخلافت ہو کر لوگوں کو خلافت کے کڑ چھے تقسیم کرتے تھے۔ اور کہاں پھر وہ زمانہ کہ خود لوگوں کے آگے ہاتھ جوڑتے پھرتے ہیں۔ کہ خدا کے لئے میری امارت اور پریذیڈنٹی قائم رہنے دو۔

کیا حضرت خلیفہ ثانی کو خداوند کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے "اپنے قرب سے مخصوص کر کے کامیاب کیا ہے یا نہیں۔ کیا یہ اسی عالم الغیب خدا کی وحی ہے یا نہیں۔ جس کی پیشگوئی کے مطابق تم ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ تم سچ سچ کہو۔ کہ کیا خواجہ کمال الدین صاحب تم پر ناراض ہو کر فوت ہوئے یا نہیں۔ کیا اس کا دل وفات کے وقت تم سے ٹوٹا یا نہیں۔ پھر اسی طرح سید محمد حسین شاہ صاحب ڈاکٹر تم پر ناراض ہو کر مرے ہیں یا نہیں۔ مگر افسوس تم نے اصل پیشگوئی میں خیانت کر کے الفاظ کو بگاڑ کر کہنا شروع کر دیا۔ کہ مصلح موعود خدا سے الہام پا کر کھڑا ہوگا۔ یعنی خدا اس کو مبعوث کرے گا۔ یا خدا اس کو کہے گا۔ کہ تو لوگوں میں اعلان کر دے۔ کہ میں مصلح موعود ہوں۔ بتاؤ۔ یہ تم نے جھوٹ بولا ہے یا نہیں۔ کہاں ہیں پیشگوئی مصلح موعود والی میں یہ الفاظ جو تم کہہ رہے ہو۔ اگر دکھلاؤ۔ تو دس روپے انعام لو۔ ورنہ ایسے گندے جھوٹ سے شرماؤ۔ کیا تمہیں یاد نہیں۔ کہ قرآن کریم میں جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے۔ اور لعنت کا مطلب یہی ہے۔ کہ ملعون شخص دنیا میں ہی ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

دوسری کتاب حضور عالی کی "منصب خلافت" ہے۔ یہ بھی ۱۹۱۴ء میں ہی حضور عالی نے لکھ کر ایک غیر معمولی جلسہ میں سنائی۔ تیسری کتاب "برکات خلافت" ہے۔ چوتھی کتاب "انوار خلافت" ہے۔ ایک کتاب "مباحثہ راولپنڈی" بھی اس مسئلہ پر خوب روشنی ڈالتی ہے۔

تیسرا مسئلہ اجرائے نبوت ہے۔ اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے والی مندرجہ ذیل کتابیں ہیں:۔ "حقیقت النبوۃ" "القول الفصل" "مباحثہ شملہ درمیان جماعت احمدیہ اور غیر مبایعین اور "مباحثہ راولپنڈی"۔ "حق الیقین" مولوی عبید اللہ صاحب بسمل رضی اللہ عنہ کی نایاب تصنیف۔

چوتھا مسئلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین کا کفر ہے۔ اس مسئلہ پر مندرجہ ذیل کتابیں روشنی ڈالیں گی۔ "کلمۃ الفصل" میاں بشیر احمد صاحب سلمہ الرحمٰن نے یہ کتاب لکھی۔ اور پہلی بار ریویو میں شائع ہوئی۔ دوسری کتاب "مباحثہ راولپنڈی" ہے۔ نبوت اور کفر کے مسئلہ کی تحقیقات کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "حقیقت الوحی" بھی ضرور زیر مطالعہ رکھنی چاہیئے۔

ان کے علاوہ عام طور پر جو کتابیں پیغام پارٹی کی جڑ پر تبر ثابت ہوئی ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ "حقیقت الامر" "آئینہ صداقت" "القول المحمود فی شان المحمود" "جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ"

میرے بھائیو! کتابیں تو اور بھی بہت سی ہیں۔ مگر ایک بہادر سپاہی کو اسی قدر ہتھیار کافی ہیں۔ آپ لوگ فوراً حضرت صاحب کی آواز پر اٹھو اور اس پیغام پارٹی کے منحوس "قلعہ پر دھاوا بول دو۔ ہم میں سے ان نوجوانوں کو چاہیئے۔ جو اس امر کے اہل ہیں۔ جن کو خدا نے لیاقت اور وقت دیا ہے۔ کہ فوراً ایک فوج تیار کر کے ان زمینی لوگوں کے قلعۃ الفسق پر دھاوا بول دیں۔ اے بھائیو! جلدی کرو۔ اٹھو دیر نہ کرو۔ والسلام

خاکسار حکیم نظام الدین۔

بائیبل سوسائٹی کی سرگرمیاں

ایک طرف عیسائیت کی ترقی کا یہ حال ہے۔ کہ یورپ میں ہر سال ہزاروں کی تعداد میں مرد و زن عیسائیت سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ عیسائی مشنری یورپ میں عیسائیت کے مستقبل کے متعلق نہایت متفکر ہیں۔ لیکن ایک انسان کو خدا منوانے کے لئے ان کی جد و جہد کا یہ حال ہے۔ کہ مختلف طریقوں سے بائیبل اور عیسائیت کی اشاعت میں سرگرم کار ہیں۔ چنانچہ اخبار سٹیٹسمین کی ۱۷ مارچ کی اشاعت میں "برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لنڈن" کی ناگپور برانچ کی طرف سے مندرجہ ذیل اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں۔ "کہ یہ سوسائٹی ۵۰ ہزار نسخے بائیبل کے ہندی زبان میں اور اسّی ہزار بنگالی زبان میں شائع کرتی ہے۔ سوسائٹی مذکور ہندوستان میں ۱۹۱۱ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس سال اس نے ۲۰۵۰ نسخے شائع کئے۔ اب ہر سال اوسطاً سات لاکھ چار ہزار نسخے ۹۸ ہندوستانی اور ۲۶ بیرونی زبانوں میں شائع کرتی ہے۔ تقریباً تین ہزار کاپیاں بائیبل کی کلکتہ ڈھاکہ اور پٹنہ یونیورسٹیوں کے میٹرک پاس طلباء کو ان کی درخواست پر مفت تقسیم کی جاتی ہیں"۔ اس پر آریہ اخبار پرکاش لکھتا ہے "کہ یہ سرگرمیاں ایک ایسے مذہب کے پیروؤں کی ہیں۔ جس کی تعداد دن بدن کم ہو رہی ہے۔ اور ترقی کی بجائے تنزل کی طرف قدم بڑھ رہا ہے۔ باوجود اس کے ان کی کوششوں۔ حوصلوں اور سرگرمیوں میں فرق نہیں آیا۔ لیکن ادھر آریہ سماج ہے۔ کہ دعوے تو دنیا بھر کو آریہ بنانے کا۔ لیکن اگر پوچھا جائے۔ کہ ہر سال وید کی کتنی کاپیاں بانٹتے ہو؟ تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ دوسروں میں بانٹنے کی بات تو دور رہی۔ ہر ایک آریہ تک کے گھر میں وید نہیں۔ کیا اسی بل بوتے پر دنیا بھر کو آریہ بنانے کے خواب لئے جا رہے ہیں"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک خدّام الاحمدیّہ اور والدین کی ذمہ واریاں

بچے ملک اور قوم کی ایک مقدس امانت ہیں۔ جو اس لئے ہمارے ہاتھوں میں دیئے گئے ہیں۔ کہ ہم انہیں ملک اور قوم کے لئے کار آمد بنائیں آج کے بچے کل بڑے ہوں گے۔ ملک اور قوم انہی کے اجتماعی حیثیت کا نام ہوگا۔ اسی لئے ان کے اخلاق و عادات کی تعمیر و تخریب پر ملک و قوم کی قسمت کا بننا اور بگڑنا موقوف ہے۔ خدام الاحمدیہ کی تحریک کا اہم مقصد یہی ہے۔ کہ نوجوانوں اور بچوں کے اخلاق و عادات کی تعمیر کی جائے۔ نیک خیالات سے ان کے دماغ کو منور اور پاک جذبات سے ان کے دل کو معمور کر دیا جائے۔ تاکہ وہ دامنِ قوم کا بدنما دھبہ نہ رہیں۔ بلکہ ایک روشن ستارہ ہو کر چمکیں۔ پس اگر ہم اپنے ملک و قوم کے سود و بہبود سے کوئی لگاؤ رکھتے ہیں۔ تو ضرورت ہے۔ کہ ہم نونہالانِ جماعت کے اخلاق و عادات اُس مقام پر پہنچا کر دم لیں۔ جہاں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چاہتے ہیں۔ اور اس پر پوری توجہ صرف کریں۔ اور احباب جماعت کے باہمی تعاون اور صلاح مشورہ سے اس مقصد کو تکمیل تک پہنچائیں۔ اور احباب جماعت کے سامنے ماہواری مقامی طور پر اپنی اپنی مجلس خدام الاحمدیہ کی کارگزاری رکھیں۔ تاکہ جماعت میں تحریک خدام الاحمدیہ سے ہمدردی بڑھے۔ اور تحریک مضبوط ہو۔ اور احباب جماعت مجالس خدام الاحمدیہ کے خیالات سے بھی آگاہ ہوں گے۔ اور ان کو اپنے بچوں کو تحریک میں شامل کرنے کی تحریص ہوگی۔ میں نے گوجرانوالہ میں طریق مذکور جاری کر دیا ہوا ہے۔ خدا کے فضل سے یہ طریق کامیاب ثابت ہوا ہے۔ خدام الاحمدیہ سے جماعت کی ہمدردی بڑھ رہی ہے۔ اور سست ممبر چست ہو گئے ہیں۔ اور اراکین حضور ایدہ اللہ کے مجوزہ پروگرام پر عمدگی اور محبت سے کام کرتے ہیں۔ اور احباب جماعت عموماً اور خصوصاً عہدیداران جماعت ہمارے خیالات کے جائزہ کے بعد قیمتی مشورہ دیتے ہیں۔ پس اگر تمام مجالس خدام الاحمدیہ اس تجویز پر عمل شروع کر دیں۔ تو وہ خود اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ اس میں کیا حکمت ہے میں نے تحریر کیا ہے۔ کہ باہمی تعاون سے نہایت مفید نتیجہ تب نکل سکتا ہے۔ جب احباب جماعت پوری توجہ سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل فرمان کے مطابق عمل شروع کر دیں حضور فرماتے ہیں۔ کہ "جماعتوں کے پریذیڈنٹوں سکرٹریوں اور تمام افراد کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ تعاون کریں"۔ (مشعل راہ صفحہ ۳۳)

اگر احباب غور فرماویں گے۔ تو "تعاون" کی حکمت کو پالیں گے۔ مگر ہمارے ملک میں ایک بڑی کمی یہ ہے۔ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے ذمہ وار مختلف حلقے اپنے اپنے فرائض متعلقہ سے واقفیت نہیں رکھتے انہیں یہ معلوم نہیں۔ کہ ان کی ذمہ واریاں کیا کیا ہیں۔ اور انہیں کس طرح ان ذمہ واریوں سے عہدہ برآ ہونا چاہیئے۔ احباب یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے بچے کو خدام الاحمدیہ میں داخل کر کے اپنی تمام ذمہ واریوں سے سبکدوش ہو گئے۔ وہ قدم جو انہوں نے بچے کو خدام الاحمدیہ کے سپرد کرنے کے لئے اٹھایا۔ آخری قدم تھا۔ جو انہیں اس سلسلے میں اٹھانا چاہیئے تھا۔ اب یہ خدام الاحمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ اسے انسانیت کاملہ کے سانچے میں ڈھالے۔ حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہوتا ہے۔ کیا بچے کو سکول میں داخل کرنے کے بعد والدین کی ذمہ واریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ یا زیادہ وزنی ہو جاتی ہیں۔ پس جس طرح والدین سکول میں جب بچہ تعلیم حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ اپنی ذمہ واریوں کو سمجھتے ہوئے اسکی نگہداشت کرتے اور سبق کو ذہن نشین کرنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ کے سبق کو جب بچہ گھر آئے۔ تلقین کی جائے۔ اور اس کے خیالات کا جائزہ لیا جائے۔ اگر کوئی قابل اصلاح امر ہو۔ تو اسکو توجہ دلائی جائے۔ اگر توجہ دلانے پر بھی اصلاح نہ کرے۔ تو ذمہ وار عہدہ داران کو مطلع کر دینا چاہیئے۔ قائدین فرائض کی زبانی تعلیم دیتے ہیں۔ والدین کا فرض ہے۔ کہ وہ اسی تعلیم کو عملی طور پر دہرائیں۔ عہدہ داران خدام الاحمدیہ کا کام یہ ہے۔ کہ وہ بچوں اور نوجوانوں کو تہذیب اخلاق کی شاہراہ بتائیں۔ اور انہیں تاکید کر دیں۔ کہ وہ اس رستہ سے منحرف نہ ہوں۔ کیونکہ زندگی کے سفر میں بچوں کے ہر وقت کے رفیق ان کے والدین ہی ہیں۔ اسلیئے یہ فرض ان پر عاید ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو اس شاہراہ سے گزار بھی دیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں ان کو مذہبی واقفیت کے علاوہ یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ بڑوں کا ادب کرنا چاہیئے چھوٹوں سے محبت کرنی چاہیئے۔ ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے

ہر کام وقت پر کرنا چاہیئے۔ قائد اپنی امکانی کوشش صرف کر دیتا ہے۔ کہ بچوں اور نوجوانوں کو ان امور کی خوبیاں ذہن نشین کرا دے۔ اب والدین کا فرض یہ ہے۔ کہ وہ ان ہدایتوں پر بچہ سے عمل کرائیں۔ اور اس بات کا خیال رکھیں۔ کہ وہ اپنی گھر کی زندگی میں ماں باپ بڑے بھائی بہنوں سے تہذیب کے ساتھ پیش آئے۔ چھوٹے بھائی بہنوں سے محبت اور شفقت کا برتاؤ کرے۔ کسی وقت کوئی کلمہ جھوٹ اپنی زبان سے نہ نکالے۔ اس کے سونے اور جاگنے اور لکھنے اور پڑھنے کھانے اور پینے کے اوقات مقرر ہوں۔ اور نماز کی پابندی کرائیں۔ کیونکہ اکثر وقت خدام الاحمدیہ گھر میں گذارتے ہیں۔ نیز ضرورت ہے۔ کہ خود والدین نمونہ بن جائیں۔ اس زندگی کا جو وہ بچہ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ بچے کو نیکیوں کی خوبیاں بتا کر اور گناہوں کی برائیاں دکھا کر اسے نیکیاں اختیار کرنے کی زبانی و عملی تعلیم دینے سے کہیں بہتر یہ ہے کہ اس کے چاروں طرف ایسا ماحول پیدا کر دیا جائے۔ جس میں نیکیاں ہی نیکیاں ہوں۔ اور وہاں برائیوں کا گذر بھی نہ ہو۔ وہ نیکیاں اسلیئے اختیار نہ کرے۔ کہ انہیں اختیار کرنے میں اس کا یا اسکے ابنائے جنس کا فائدہ ہے۔ بلکہ اسلیئے کہ انہیں اختیار کرنا ایک فطری امر ہے۔ بہر کیف اگر والدین کو اپنے اس فرض کا احساس ہے۔ جو ملک و قوم کی طرف سے ان پر عاید کیا گیا ہے۔ اور ان کو اس فرض کی اہمیت کا بھی احساس ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں اپنی ذمہ واریوں کو نہ بھولیں۔ اور خدام الاحمدیہ کے دوش بدوش اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی جد و جہد میں اشتراک عمل کریں۔ خدام الاحمدیہ "ایک مذہبی جماعت ہے۔ سیاسی نہیں"۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ "وہ خدام الاحمدیہ سے تعاون کریں۔ اور نوجوانوں کو مجبور کریں"۔ کہ وہ اس "مذہبی" درسگاہ "میں" "شامل ہوں"۔ تاکہ وہ مذہبی مسائل سے واقف ہو کر احمدیت کے ستون کا کام دے سکیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ "میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ سلسلہ پر کیا کیا حملہ کیا جائے گا۔ اور میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ہماری طرف سے ان حملوں کا کیا جواب دیا جائیگا۔ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے۔ اور اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہیں۔ جنہوں نے دلائل و براہین کی بندوقوں۔ دعاؤں اور محبت کی تلواروں اور اخلاق فاضلہ کی توپوں سے تمام ادیان کو فتح کر کے اسلام کا پرچم لہرانا اور ان پر غلبہ و اقتدار حاصل کرنا ہے"۔ (مشعل راہ صفحہ ۹۸)

رپورٹ تبلیغ بیرون ہند مشن ہائے تحریک جدید

جاپان مشن

مولوی عبد الغفور صاحب محررہ ۱۵ و ۲۹ بہ (کارروائی از ۲۶ تا ۲۹ فروری ۱۹۴۰ء) مسٹر نانیگا شیبہ سے ملا۔ انہوں نے مسلم ایسوسی ایشن کا اجرا کیا ہے۔ ہر جمعہ مسجد میں آتے ہیں۔ اور اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ وکیل ہیں۔ اور کار خاص پر مقرر ہیں۔ ان کے ساتھ مڈل سکول گیا۔ وہاں تلوار چلانا اور کشتی لازمی ہیں۔ انہوں نے وہ بھی دکھائے۔ ایک مضمون فاروق کے لئے ارسال کیا۔ انڈیا سوشل کلب میں مسٹر راس بہاری بوس کی تقریر سنی۔ مسٹر یوسف کے بچوں کو پڑھاتا رہا۔ اور جاپانی کی پڑھائی جاری رکھی۔ انفرادی طور پر بھی دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔

پوروو کرتو مشن

سید شاہ محمد صاحب جاوا۔

درس قرآن کریم باقاعدہ جاری ہے۔ بعض غیر احمدی بھی شامل ہوتے ہیں۔ ۸ بجے دوست جمع ہوتے ہیں۔ اور قریباً اڑھائی گھنٹے تک یہ مجلس رہتی ہے۔ بعض بچوں کو ہفتہ میں ایک بار قاعدہ یسرنا القرآن پڑھانا شروع کیا ہوا ہے۔ تمام احمدی احباب کو بالالتزام سنت پڑھنے کی تاکید کی ہے۔ کیونکہ اس ملک میں سنت نہیں پڑھتے۔ نیز دوست ہفتہ میں ایک بار تہجد بھی پڑھتے ہیں۔ پوروو کرتو میں انفرادی تبلیغ جاری رہی۔ ۱۳ فروری کو پورلنگو نامی شہر بھی گیا۔ وہاں دس بجے سے ۱ بجے تک اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کا موقعہ دیا۔ چونکہ سامعین پیغامی تھے۔ اس لئے گفتگو اجرائے نبوت بروئے قرآن و حدیث پر تھی۔

سرو بایا مشن

ملک عزیز احمد صاحب۔ جمعہ کی تیاری کی۔ اور بعد نماز جمعہ ایک دوست مسٹر ہارون کے گھر گیا۔ وہاں ان کے والد سے مذہبی گفتگو ہوئی۔ اخبار سن رائیز اور الفضل کا مطالعہ کیا۔ پریذیڈنٹ جماعت کے گھر گیا۔ وہاں مستورات کے متعلق چند ریزولیوشن تحریر کئے۔ دو احمدی عورتوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باقاعدہ تعلیم احمدیت حاصل کرنے کی نصیحت کی اور دیگر دو کے گھر اپنی اہلیہ کو روانہ کیا۔ ایک نوجوان صالح خاتون نے بیعت کی۔ نجات کے متعلق جلسہ کرنا تھا۔ اس کے لئے اشتہار لکھا۔ جلسہ کے مضمون کی تیاری کی۔ ایک چینی دوست کو مطالعہ کے لئے کتاب دی۔ جلسہ میں ۱۵۰ کے قریب حاضری تھی۔ اور تقریر دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ اچھا اثر ہوا۔ یوم التبلیغ کے لئے اشتہار تقسیم کئے۔ احباب جماعت تبلیغ میں کوشاں ہیں۔ کوشش کی جارہی ہے۔ کہ تمام دوست باشرح چندہ دیا کریں۔ جنگی حالات کی وجہ سے یہاں بھی بحری فوجی محکمہ میں انجمنوں اور سوسائیٹیوں کے متعلق چھان بین کی جارہی ہے۔ جو لوگ احمدیت کے مخالف تھے۔ اپنے حاکموں کے سامنے اپنی اپنی انجمنوں کے ممبر ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ ہماری جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب نے جو کہ فوجی محکمہ میں نائب ناظم ہیں۔ انہوں نے اپنے افسر کو جماعت احمدیہ کے قوانین بھی پیش کئے۔ اور احمدیت کی ایک کاپی بھی پیش کی۔

سنگاپور مشن

مکرمی مولوی غلام حسین صاحب ایاز۔ لکھتے ہیں۔ مکرمی سلیمان صاحب اور ابراہیم صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ میں گہری دلچسپی پیدا کر رہے ہیں سلیمان صاحب گو بوڑھے ہیں۔ لیکن انہوں نے قرآن کریم بھی پڑھ لیا ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی ملائی زبان میں ہر وقت ان کی جیب میں رہتی ہے۔ ۲۷ر فروری کو ایک قریب کے جزیرہ سے بیس کے قریب عورتیں اور مرد مہمان آئے۔ ۲ر مارچ تک رہے۔ ان کو تبلیغ کی۔ اچھا اثر لے کر واپس گئے ہیں۔ مخالفت کا بہت زور ہے۔ باہر نکلتا ہوں۔ تو لوگ گالیاں دیتے ہیں۔ اور مکان پر پتھر وغیرہ پھینکتے ہیں۔ ایک دن حملہ بھی کر دیا تھا۔ مگر دوسروں نے روک دیا تھا۔ حضور سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

کل کے خط میں لکھتے ہیں۔ جو ۲۵ر مارچ کا لکھا ہوا ہے۔ کہ میرے گھر پر متصلہ مسجد سے غیر احمدی کثرت سے پتھر پھینکتے ہیں۔ مگر خدا کا فضل ہے چوٹ نہیں لگتی۔ نہ میں مکان چھوڑنے پر رضامند ہوں۔ نہ ڈرتا ہوں۔

جنگ چین و جاپان کی ڈائری کا خلاصہ

(فاروق کے نامہ نگار خصوصی کی چٹھی)

موجودہ جنگ جو چین اور جاپان کے مابین جاری ہے۔ اسے شروع ہوئے پورے اڑھائی سال ہو چکے ہیں۔ جنگِ عظیم کے بعد سوائے سپین کی خانہ جنگی کے اتنی طویل جنگ کوئی نہیں ہوئی۔ ذیل میں اس جنگ سے متعلقہ چیدہ چیدہ امور کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۷ر جولائی ۱۹۳۷ء کو چین کے مشہور و معروف شہر پیکنگ کے قریب چینی اور جاپانی فوجی سپاہیوں کے مابین معمولی جھگڑا شروع ہوا۔ ۳۰ر جولائی ۱۹۳۷ء تک لڑائی زوروں پر تھی۔ اور ان ہفتوں میں جاپانیوں نے پیکنگ اور ٹینٹسن دو معروف و مشہور شہروں پر قبضہ جما لیا۔ ۱۱ر اگست ۳۷ء کو جاپانی مضبوط بحری بیڑا شنگھائی پہنچا۔ چینیوں نے نہایت ڈٹ کر مردانہ وار مقابلہ کیا۔ جاپانی جنگی جہازوں کے ذریعہ شہر پر بمباری کرتے تھے۔ اور چینی خشکی پر سے ان کا جواب دیتے تھے۔ پورے تین ماہ کی بھیانک لڑائی کے بعد ۱۲ر نومبر ۱۹۳۷ء کو جاپانی شنگھائی کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے ایک ماہ بعد ۱۳ر دسمبر ۳۷ء کو گورنمنٹ چین کا دارالخلافہ نانکنگ بھی جاپانیوں نے فتح کر لیا۔ اور چینی گورنمنٹ نے اپنا نیا دارالخلافہ ہنکو وسطی چین میں تبدیل کر لیا۔ ۱۴ر اپریل ۱۹۳۸ء کو چینی افواج نے تائے رچ وانگ (Taierch Wong) کے مقام پر جاپانی فوجوں کو بہت بری طرح پسپا کر کے دوبارہ اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ جاپانیوں کے سینکڑوں آدمی اسی مقام پر ہلاک ہوئے۔ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۸ء کو جاپانی جنگی بیڑا جنوبی چین کے صوبہ کوانگٹن کے ساحل پر پہنچا۔ چینیوں کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ جنوبی چین پر اتنی جلدی جاپانی حملہ آور ہوں گے۔ اسلئے کنٹن کی افواج ہنکو کی طرف مقابلہ کرنے کے لئے بھیجی گئی تھیں۔ صرف ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں ساحل سمندر سے لے کر کنٹن تک کا وسیع علاقہ جاپانیوں نے بغیر کسی بھاری مقابلہ کے قبضہ میں کر لیا۔ جب کنٹن مفتوح ہو گیا۔ تو اس کے تین دن بعد ۲۵ر اکتوبر ۳۸ء کو ہنکو بھی جاپانی افواج نے فتح کر لیا۔ کنٹن اور ہنکو اور دیگر مقامات جو جاپانیوں نے فتح کئے۔ ان کو چھوڑنے سے قبل چینیوں نے تمام کارخانے اور ایسے مقامات جن سے جاپانی فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ جلا کر راکھ کر دیئے۔ ۲۷ر مارچ ۳۹ء کو ایک اور بڑے شہر نانچنگ پر جاپانی قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ۲۱ر جون ۳۹ء میں (Swatow) سواٹاؤ کی مشہور بندرگاہ پر قبضہ کر لیا۔ ۱۲ر نومبر ۳۹ء کو شہر پک ہوئی مفتوح ہوا۔ ۲ر دسمبر ۳۹ء کو نیننگ شہر کا بھی خاتمہ کیا گیا۔

غیر ملکیوں کے ساتھ جاپانی سلوک

اگست ۱۹۳۷ء میں جاپانی ہوائی جہاز نے برٹش سفیر چین کی کار پر شمالی چین میں بمباری کی۔ جس سے سفیر مذکور بہت بری طرح زخمی ہوا۔ جون ۱۹۳۹ء میں برٹش علاقہ واقعہ ٹینٹسن کا محاصرہ کیا۔ جس کے حالات وقتاً فوقتاً فاروق میں شائع ہوتے رہے ہیں۔

دسمبر ۱۹۳۷ء میں جاپانی ہوائی جہازوں نے ایک امریکن گن بوٹ (چھوٹا جنگی جہاز) پر بمباری کر کے غرق کر دیا۔ بعد میں اپنے عدم علم کا اقرار کرتے ہوئے جہاز کی قیمت امریکن گورنمنٹ کو ادا کی۔

۱۹۳۹ء کے ابتدا میں جزائر ہائی نان پر جو فرنچ انڈو چائنا کے سامنے واقع ہیں۔ جاپانی افواج نے قبضہ کر کے فرانسیسی گورنمنٹ کو دھمکی دی۔

اگست ۱۹۳۸ء میں جاپانی اور روسی افواج کی مٹھ بھیڑ Changkufeng کے مقام پر ہوئی۔ لیکن بعد میں عارضی صلح ہو گئی۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج کل منگولیا کی سرحد پر دوبارہ دونوں ممالک کی افواج میں چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے۔

جاپان نے ابھی تک اعلان جنگ نہیں کیا۔ پیکنگ کو دارالخلافہ مقرر کر کے جاپانیوں نے حکومت شروع کی ہے۔ لیکن ابھی تک کسی غیر ملکی حکومت نے اس "حکومت" کو تسلیم نہیں کیا۔

جنگ شروع ہوتے وقت جاپانیوں کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ چند ماہ میں چین کا خاتمہ کر دیا جاوے گا۔ لیکن اڑھائی سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اب جاپانیوں کے خیال میں بھی تبدیلی ہو چکی ہے۔ حال میں ہی جاپانی وزیر جنگ نے ایک تقریر میں کہا۔ کہ ممکن ہے۔ کہ ہمیں پانچ دس بلکہ بیس سال تک چین کو فتح کرنے کے لئے صرف کرنے پڑیں۔

ایسے مقامات جو جاپانی آج سے دو سال بیشتر فتح کر چکے ہیں۔ ان کے ارد گرد بھی چینی گوریلا افواج وقتاً فوقتاً حملہ آور ہوتی رہتی ہیں۔ مانکنگ کے فتح ہونے سے چند دن بیشتر جرمن سفیر کے ذریعہ جاپانیوں نے چینی گورنمنٹ کے سامنے صلح کی تجاویز پیش کی تھیں۔ جن میں شمالی چین کے پانچ صوبوں کا مطالبہ تھا۔ اس توہین آمیز صلح کو جنرل چیانگ کائی شک نے ٹھکرا دیا تھا۔ دسمبر ۱۹۳۸ء کو دوبارہ وزیر اعظم جاپان کی طرف سے اس قسم کی صلح کی پیش کش ہوئی۔ لیکن چینی بے غیرتی کی صلح سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں۔ گذشتہ سال Mr. Wang Ching Wai مسٹر وانگ چنگ وائی نے (جو چین میں بہترین سیاسی دماغ سمجھا جاتا تھا۔ اور جس کی سیاست کے ڈاکٹر سن یت سن بانی چینی ریپبلک بھی مداح تھے) اپنے ملک سے غداری کی۔ اور صلح کی تجاویز پر عمل کرنے کے لئے گورنمنٹ چین پر زور دیا۔ فوراً اسکو گورنمنٹ کے تمام عہدوں سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اب وہ جاپانیوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا ہوا ہے۔ چین میں جو گورنمنٹ جاپانی قائم کر رہے ہیں۔ اس کا صدر یہی وانگ ہو گا۔ جاپانی وزیر اعظم نے حال میں ہی کہا۔ کہ "جاپانی مشرقی ایشیا میں بہت جلد نئی طرز کی حکومت قائم کرنے میں یقیناً یقیناً کامیاب ہو گا۔" جنرل چیانگ کائی شک نے چینی گورنمنٹ کی طرف سے یہ اعلان کر رکھا ہے۔ کہ "آخری فتح ہماری ہے۔ ہماری قربانیاں جو اس وقت ہم کر رہے ہیں۔ جاپانیوں کا قلع قمع کر کے چھوڑیں گی۔ ہمیں صبر ہمت اور استقلال سے اپنے ملک کی عزت اور آزادی کی قدر کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندہ قوموں کی طرح دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔"

مسٹر بیٹی کا انتقال

افسوس ہے۔ کہ مسٹر بیٹی ڈی۔ ایس۔ پی۔ جو پولیس اور خاکساروں کے تصادم کے دوران میں زخمی ہوئے تھے۔ میو ہسپتال میں اس جہان سے رحلت کر گئے۔ دوران معالجہ میں بارہا ان کی حالت تشویشناک ہو گئی۔ لیکن ہر بار ان کی حالت سنبھل جاتی رہی۔ ایک دفعہ ان کی حالت بیحد نازک ہو گئی تھی۔ مگر دوسرے دن ان کی صحت کے متعلق اطمینان بخش خبریں موصول ہوئیں۔ آخر ان کے زخم مہلک ثابت ہوئے۔ ان کی موت نہ صرف محکمہ پولیس کے لئے بلکہ عام پبلک کے لئے بھی رنجدہ ہے۔ کیونکہ وہ ایک ناگہانی حادثہ کا شکار ہوئے۔

گذارش۔ کیا آپ نے فاروق کے واسطے کوئی خریدار نہیں دیا؟ اگر نہیں دیا۔ تو اب دیں۔ (مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا مباہلہ سے ناقابل تردید فرار

تو حق سے کرتا ہے سرکشی کیوں اے شیخ مصری ذرا حیا کر
ذرا تو کر غور اپنے دل میں غرور و نخوت کا سر جھکا کر

ناظرین فاروق کو یاد ہوگا۔ کہ ۱۲ر جنوری ۱۹۴۰ء کے فاروق میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور ان کے ہمنوا پیغامیوں کو میں نے مصلح موعود والی پیشگوئی پر مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ کیونکہ امیر پیغام لاہور نے "المصلح الموعود" نام سے اور ان کے پس رو شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے "شان مصلح موعود" اور "ذریت مبشرہ" رسالے لکھ کر یہ بے سود کوشش کی۔ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ مبشر اولاد میں سے کوئی نہیں۔ بلکہ وہ کسی آئندہ صدی میں پیدا ہوگا۔ اس کے خلاف جماعت احمدیہ کا یقین یہ ہے۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک اس بیٹے کے متعلق کی ہے۔ جو آپ کی زندگی میں آپ کے تخم سے حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے بطن مبارک سے پیدا ہوگا۔ اور صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔ کہ

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

اور جماعت مبایعین کا یہ ایمان ہے۔ کہ وہ مصلح موعود سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔ اور آپ کے سوائے اس مصلح موعود والی پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کا کوئی دوسرا فرزند اب یا آئندہ مصداق نہیں ہے۔ اسلئے میں نے شیخ مصری کو اس پر مباہلہ کی دعوت دی تھی۔ میرے اس چیلنج مباہلہ کا جواب شیخ صاحب مصری کی طرف سے "ینگ اسلام" پیغامی اخبار مورخہ یکم فروری ۱۹۴۰ء میں بصورت انکار و فرار شائع ہوا۔ شیخ صاحب نے اس مباہلہ کو ٹالنے کے واسطے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور عجیب غریب حیلے کئے۔ چنانچہ میں نے ۱۲ر فروری ۱۹۴۰ء کے فاروق میں ان کے جملہ حیلوں کو غلط ثابت کر کے نہایت وضاحت سے بیان کر دیا تھا۔ کہ میرا مباہلہ بالکل شریعت کے ماتحت اور اسوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق ہے۔ میں اختصار کے ساتھ یہاں ناظرین فاروق کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے مصری صاحب کے عذرات رکیکہ اور اپنی براہین قاطعہ کا ذکر کر دیتا ہوں۔

پہلا حیلہ مصری صاحب نے اس مباہلہ سے بچنے کا یہ فرمایا تھا۔ کہ میرا چیلنج مباہلہ خلاف شریعت ہے۔ کیونکہ یہ جزئی اختلاف ہے۔ کوئی اصولی اختلاف نہیں۔ اور جزئی اختلاف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ مباہلہ جائز نہیں۔ اور حضور نے عبدالحق غزنوی کے چیلنج مباہلہ کا یہی جواب دیا تھا کہ جزئی اختلافات میں مباہلہ کی درخواست کرنا یہ غزنوی بزرگوں کا ہی ایجاد ہے۔ پس

"یہ چیلنج مباہلہ سراسر خلاف شریعت ہے۔......

چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل تحریروں پر غور کرو۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں،

میرے خیال میں جزئی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کو لعنتوں کا نشانہ بنانا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ ایسے اختلافات اصحابوں میں ہی شروع ہو گئے تھے......

پھر فرماتے ہیں۔ "مسلمانوں کے جزئی اختلافات کی وجہ سے باہم مباہلہ کرنا عندالشرع جائز نہیں"۔ ینگ اسلام یکم فروری ۱۹۴۰ء۔

مصری صاحب کے اس حیلہ کا میں نے مفصل جواب دیا تھا۔ کہ جناب شیخ صاحب آپ

"ایسے حوالہ جات کی بناء پر جن کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قولاً و فعلاً منسوخ کر دیا ہے۔ میرے چیلنج مباہلہ کو خلاف شریعت نہ فرمائیں۔ کیا آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس (عبدالحق) کے ساتھ فروری ۱۸۹۱ء میں مباہلہ کرنا ناجائز فرمایا تھا۔ اسی (غزنوی) کے ساتھ ۱۸۹۳ء میں مباہلہ کر کے قولاً و عملاً آپ کے پیش کردہ حوالہ جات کو منسوخ کر دیا۔" (فاروق ۱۲ر مارچ ۱۹۴۰ء)

میرے اس استدلال کا شیخ صاحب سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ اور کھسیانے ہو کر اپنے "ینگ اسلام" مورخہ یکم مارچ ۱۹۴۰ء میں مجھے مباہلہ سے فرار کرنے والا بتلاتے ہوئے ناقابل فہم توجیہہ عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلہ کرنے کی یہ بتاتے ہیں۔ کہ

"میر صاحب! توجہ اور غور سے سنیں۔ کہ حضرت اقدس نے اپنے اس مذہب کو ہرگز منسوخ نہیں فرمایا کہ دو مسلمان کہلانے والوں میں اجتہادی اختلافات کی بناء پر شرعی طور پر مباہلہ ہرگز جائز نہیں۔ حضور کا یہ مذہب ابھی تک قائم ہے۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ حضرت اقدس نے مولوی عبدالحق غزنوی یا دیگر مولویوں کے ساتھ مباہلہ اسلئے نہیں کیا۔ کہ حضور کو یہ سمجھ آگئی تھی۔ کہ حضور جو پہلے یہ مذہب رکھتے تھے۔ کہ مسلمانوں کا جزئی اختلاف کی بناء پر مباہلہ جائز نہیں۔ وہ درست نہیں۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخالف مولویوں سے مباہلہ کرنے کی اجازت دی۔ تو یہ کہہ کر دی۔ کہ چونکہ جزئی اختلافات کی بناء پر مسلمانوں کا باہمی مباہلہ کرنا جائز ہے۔ اسلئے اے مسیح موعود تو ان مخالف مولویوں سے بے شک مباہلہ کر لے۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اجازت اس لئے دی۔ کہ مخالف مولوی مسلمان ہی نہیں رہے تھے۔ اس کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کرو۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے مباہلہ کرنے کی وجہ۔

"اول دنوں میں میرا یہ بھی خیال تھا۔ کہ مسلمانوں سے کیونکر مباہلہ کیا جائے۔ کیونکہ مباہلہ کہتے ہیں ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا اور مسلمان پر لعنت بھیجنا جائز نہیں۔ مگر اب چونکہ وہ لوگ بڑے اصرار سے کافر ٹھہراتے ہیں۔ حکم شرع یہ ہے۔ کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر ٹھہراوے۔ اگر وہ شخص درحقیقت کافر نہ ہو۔ تو وہ کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے۔ جو کافر ٹھہراتا ہے۔ اسی بناء پر مجھے یہ حکم ہوا ہے۔ کہ جو لوگ تجھ کو کافر ٹھہراتے ہیں۔ اور اور فتویٰ کفر کے پیشوا ہیں۔ ان سے مباہلہ کی درخواست کر۔ (آئینہ کمالات اسلام) پس جبکہ مولویوں سے مباہلہ اس لئے کیا گیا تھا۔ کہ وہ حضرت اقدس کو کافر قرار دینے پر اصرار کرنے کی وجہ سے خود کافر ہو گئے تھے۔ تو حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ مذہب کہ دو مسلمانوں میں باہمی ملاعنہ کرنا جائز نہیں۔ کس طرح منسوخ ہو گیا۔ جناب میر صاحب یاد رکھیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے احمدی جماعت کی شکل میں ایک خالص اسلامی[1] جماعت قائم کی ہے۔ پس احمدی مسلمان علماء کے ساتھ تو حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت پر مباہلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن دو احمدی کہلانے والے اجتہادی اختلاف کی بناء پر حضرت اقدس کے اس مذہب کی موجودگی میں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مباہلہ نہیں کر سکتے۔ اور اگر آپ کے نزدیک کر سکتے ہیں۔ تو انھیں اور علماء سلسلہ کا فتویٰ پیش کریں۔ خاکسار تو مباہلہ کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ خاکسار تو خود چاہتا ہے۔ کہ یہ روز کا جھگڑا ختم ہو۔ اور جماعت کو اصلی حالات سے آگاہی حاصل ہو۔" (ینگ اسلام یکم مارچ ۱۹۴۰ء صفحہ ۹)

یہ ہے ناظرین شیخ صاحب مصری کی زور قلم اور علم و فہم کا بھیانک مظاہرہ۔ مصری صاحب کی اس کج مج بیانی کا مطلب غالباً ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکے گا۔ اس لئے میں اس کا خلاصہ مطلب بیان کر دیتا ہوں۔ تاکہ سب ناظرین فاروق اچھی طرح سمجھ لیں۔ خدا کا فضل ہے۔ کہ میں ایک خائن کی طرح محض دعویٰ ہی نہیں کر دیتا۔ بلکہ اپنے دعوے کے دلائل ساتھ دیا کرتا ہوں۔ اور دیانتداری سے مخالف کا زور استدلال اس کے اپنے ہی الفاظ میں بعینہٖ پورا کا پورا نقل کر کے پھر اس کا گھر پورا کیا کرتا ہوں۔ اسلئے میں نے شیخ صاحب کی ساری ژولیدہ بیانی اوپر نقل کر دی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ میں نے جو شیخ صاحب کی اس دلیل کا جو میرے مباہلہ کے خلاف شریعت ہونے پر مصری صاحب نے عبدالحق غزنوی کی مثال پیش کی تھی۔ یہ جواب دیا تھا۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں جو عبدالحق کو یہ لکھا تھا۔ کہ ہمارا تمہارا جزئی اختلاف ہے۔ یعنی مسیح ناصری کی وفات اور میرا مسیح موعود ہونا ایک جزئی اختلاف ہے۔ جس پر مسلمانوں کا مباہلہ جائز نہیں۔ پھر اسی جزئی اختلاف پر حضور نے ۱۸۹۳ء میں عبدالحق سے مباہلہ امرتسر جا کر کیا۔ جس سے ثابت ہو گیا۔ کہ حضور کا یہ خیال ہی خیال تھا۔ کہ ایسے اختلافات میں باہمی مباہلہ جائز نہیں۔ تب ہی تو حضور علیہ السلام نے اسی جزئی اختلاف پر عبدالحق سے مباہلہ منظور فرما لیا۔ اور مباہلہ کیا۔ مگر عبدالحق کو مخطی خیال کرتے ہوئے اس پر لعنت نہیں بھیجی۔ اور اس طرح آپ نے عملاً اپنے خیال کو منسوخ کر دیا۔ اور قولاً بھی یہ لکھ کر اسکی تنسیخ کر دی کہ

(۱) ایک شخص عبدالحق نے اس عاجز کے مقابل پر مباہلہ کے لئے اشتہار دیا تھا۔ مگر چونکہ اس وقت یہ خیال تھا۔ کہ یہ لوگ کلمہ گو اور اہل قبلہ ہیں۔ ان کو لعنتوں کا نشانہ بنانا جائز نہیں۔ اس لئے اس درخواست کے قبول کرنے سے اس وقت تک تامل رہا۔ جب تک ان لوگوں نے کافر ٹھہرانے میں اصرار کیا" پھر فرمایا۔

(۲) "عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا۔ مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا۔ آخر اس کے نہایت اصرار سے مباہلہ ہوا۔ لیکن میں نے اسکے حق میں کوئی بد دعا نہیں کی" (فاروق ۱۲ر فروری ۱۹۴۰ء)

یہ ایسی کھلی اور صاف بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۹۱ء میں یہ خیال رکھتے تھے۔ کہ مخالفین کا میرے ساتھ میرے دعویٰ کے متعلق جزئی اختلاف ہے۔ اور یہ جزئی اختلاف ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ سلف صالحین کا باہمی کئی مسائل میں اختلاف رہتا تھا۔ اسلئے مباہلہ جائز نہیں۔ اسی جزئی اختلاف پر آپ نے عبدالحق سے ۱۸۹۳ء میں مباہلہ کر کے اپنا سابقہ خیال تبدیل کر دیا۔

مصری صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حضور نے اپنا یہ خیال کہ جزئی اختلاف پر مسلمانوں سے مباہلہ جائز نہیں۔ تبدیل نہیں کیا۔ بلکہ جزئی اختلاف پر مخالف

[1] وہ خالص اسلامی جماعت آج کس زمین پر بستی ہے۔ آیا پیغامی گڑھے میں یا قادیان کے ہندوؤں کے محلہ میں۔ ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولویوں نے جو آپ کو کافر ٹھہرایا۔ تو وہ حسب حدیث ایک مومن کو کافر ٹھہرانے سے خود کافر ہو گئے تھے۔ اسلئے ان سے مباہلہ جائز ہو گیا۔ گویا اختلاف تو بدستور جزئی رہا۔ مگر مسیح موعودؑ پر کفر کا فتوے لگانے سے چونکہ وہ خود کافر بن گئے۔ اور مسلمان نہ رہے۔ لہٰذا ان مسلمان نما کافروں سے مباہلہ جائز ہو گیا۔

مکرم شیخ صاحب نے یہ ایسا بیان دے دیا ہے۔ جس سے میرے چیلنج مباہلہ کو بالکل جائز اور اسوہ مسیح موعود علیہ السلام کے عین مطابق ہونے پر اپنے قلم سے تصدیقی دستخط کر دیئے ہیں۔ ممکن ہے شیخ صاحب اسکو نہ سمجھے ہوں۔ میں انشاء اللہ ان کو پوری طرح سے سمجھا دیتا ہوں۔

شیخ صاحب! سنیئے! آپ نے یہ تو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے عبدالحق غزنوی سے اسی جزئی اختلاف پر مباہلہ کیا۔ جس پر پہلے خیال تھا۔ کہ مباہلہ جائز نہیں۔ اگر آپ کو یہ مسلم نہیں۔ تو حضرت اقدسؑ کا ذیل کا اعلان ملاحظہ فرمالیں۔ کہ حضور نے جزئی اختلاف رکھنے والوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ حضور نے ”مباہلہ کیلئے اشتہار“ جو تبلیغ رسالت جلد دوم کے صـ۱۲۱ پر زیر نمبر ۹۰ درج ہے۔ اس میں فرمایا ہے۔ کہ

”ان تمام مولویوں اور مفتیوں کی خدمت میں جو اس عاجز کو جزئی اختلاف کی وجہ سے یا اپنی نافہمی کے باعث کافر ٹھہراتے ہیں۔ عرض کیا جاتا ہے۔ کہ اب میں خدا تعالےٰ سے مامور ہو گیا ہوں۔ کہ میں آپ لوگوں سے مباہلہ کرنے کی درخواست کروں“۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جزئی اختلاف رکھنے والوں کے ساتھ بھی منجانب اللہ مباہلہ کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ باقی رہا ان کا حضور کو کافر کہہ کر خود کافر ہو جانا یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ بلکہ اس سے قبل بھی جبکہ ۱۸۹۱ء میں حضور نے عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کرنا ناپسند فرمایا تھا۔ مخالف مولوی آپ کو (معاذ اللہ) جہنمی اور ضال قرار دیتے تھے۔

پس اے حضرت مصری صاحب! آپ نے تو میرے چیلنج کو اور بھی مضبوط کر دیا۔ اور جو امر جدید آپ کے زعم میں حضرت اقدس کو چیلنج مباہلہ دینے کا اور خدا تعالےٰ کی طرف سے مباہلہ کی اجازت ملنے کا موجب ہوا۔ کہ مخالفین ایک مومن کو کافر کہنے سے خود کافر ہو گئے تھے۔ آنمکرم کے وجود مبارک میں تو پہلے سے موجود ہے۔ اور آنجناب تو تمام جماعت احمدیہ کو عموماً اور اپنے مدمقابل قاسم کو خصوصاً کاذب۔ خارجی۔ یہودی۔ چال باز۔ چالاک وغیرہ مہذبانہ الفاظ سے مشرف فرما چکے ہیں۔ اور بالآخر ہمیں کافر۔ مرتد۔ خارج از احمدیت بتا چکے ہیں۔ دیکھو آپ نے ننگ اسلام یکم فروری ۱۹۴۰ء صـ۸ کالم اول میں ”خوارج سے مزید مشابہت“ کی ذیلی سرخی لکھ کر کیا یہ نہیں فرمایا۔ کہ

”آج جماعت (مبایعین) ہم (مصری اور ان کے ساتھی) احمدیوں کو فاسق۔ کافر۔ مرتد۔ خارج از احمدیت نہیں قرار دے رہی۔

فرمائیے شیخ صاحب! اب بھی میرے مباہلہ کے شریعت اور اسوہ مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق ہونے میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔ کیا بموجب حدیث صحیح آپ جیسے مومنوں کو کافر۔ مرتد کہنے والوں پر شرع کا یہ حکم صادق نہیں آتا۔ کہ

”جو شخص کسی مسلمان کو کافر ٹھہراوے۔ اگر وہ شخص درحقیقت کافر نہ ہو۔ تو وہ کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے۔ جو کافر ٹھہراتا ہے“۔ ننگ اسلام یکم مارچ ۱۹۴۰ء صـ۹۔

اس اصل کے ماتحت تو جناب والا تمام مبایعین عموماً اور خاکسار قاسم خصوصاً جس نے کہ صاف اور کھلے لفظوں میں آنمکرم کو ”مفتری اور کاذب“ فاروق ۱۲ر فروری صـ۶ کالم اول سطر ۳۸ میں قرار دے دیا ہے۔ کافر اور کاذب بن چکے۔ کیا اب بھی آپ کو میرے ساتھ مباہلہ کرنے میں کوئی امر مانع ہے۔ ذرا وضاحت سے فرما دیجئے۔ ؎

سچ سچ کہو جو ہو نہ سکا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں

پھر میں نے شیخ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ زبردست اور لاجواب حوالہ دکھلا دیا تھا۔ جس پر حضورؑ نے حافظ محمد یوسف امرتسری کا عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلہ کرنے پر اظہار خوشنودی فرمایا تھا۔ جناب والا نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

پھر خاکسار نے آپ کو بہت تفصیل کے ساتھ سمجھایا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ تو حضرت فضل عمر امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو آپ کے مباہلہ سے پہلے ہی دل و جان سے پورے یقین کے ساتھ مصلح موعود اور خلیفہ روحانی مانتی ہے۔ آپ کے معذب بمباہلہ ہونے کے انتظار میں کوئی فرد جماعت نہیں ہے۔ جس نے حضور کو خلیفہ روحانی اور مصلح موعود ماننا آپ کے مباہلہ کرنے تک ملتوی رکھا ہو۔ مگر آنمکرم نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔

پھر میں نے آپ کے اس بیہودہ مطالبہ اور حد سے بڑھی ہوئی شوخی کا کہ ”جناب خلیفہ صاحب مکرم اور جماعت مبایعین اگر یہ اعلان شائع کر دے۔ کہ مباہلہ کا نتیجہ اگر مصری صاحب کے حق میں ظاہر ہوا۔ تو خلیفہ صاحب خلافت سے دست بردار اور تمام جماعت ان سے الگ ہو جائے گی۔ ایسا دندان شکن جواب دیا تھا۔ کہ اگر شرم و حیا ہوتی۔ تو آپ آئندہ دم نہ مارتے۔ کیونکہ جس مباہلہ کو آپ خلاف شریعت اور خلاف خدا و رسول و مسیح موعود علیہما الصلوٰۃ والسلام قرار دیتے دیتے تھک گئے تھے۔ اسی مباہلہ کو آپ نے ایسے اعلان کے شائع ہو جانے پر عین مطابق شریعت اور اسوہ انبیاء مان لیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ میں تو اس مباہلہ کو خلاف شریعت اور ناقابل التفات قرار دے چکا ہوں۔ اب اس خلاف شریعت مباہلہ کو میں اسی شرط کے ساتھ مان رہا ہوں۔ یہ دورنگی کیسی۔ مگر آپ نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔

یا شیخ! یکم مارچ ۱۹۴۰ء کے ننگ اسلام میں میرے پیش کردہ ناقابل تردید اور قابل تسلیم دلائل سے اغماض کرتے ہوئے میرے دلائل سے گھبرا کر یہ کیا لکھ دیا۔ کہ ”میر صاحب کو دلائل دینے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی“۔ حالانکہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حیی عن بینۃ۔ آپ حکم قرآن کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ دلائل دینے کی ضرورت نہ تھی۔ کیا عجیب بات ہے۔

دنیا میں ہر ایک تنازعہ کا فیصلہ تین طریق سے ہوتا ہے۔ (۱) دلائل عقلی و نقلی سے (۲) شواہد یعنی گواہیوں سے (۳) نظائر یعنی نظیروں سے۔ سو بفضل خدا میں نے شیخ صاحب مصری پر ان تینوں طریقوں سے اتمام حجت کر دی تھی۔ اول نقلی دلائل دیئے۔ کہ یہ مباہلہ خلاف شریعت نہیں ہے۔ پھر شواہد پیش کئے۔ کہ یہ مباہلہ مطابق شریعت ہے۔ پھر نظائر دکھلا دیئے۔ کہ یہ مباہلہ مطابق اسوہ مسیح موعود علیہ السلام ہے۔ ان تینوں طریقوں سے روگردانی کرتے ہوئے مصری صاحب نے وہی چبایا ہوا لقمہ جس کو اگل چکے تھے۔ پھر چبانا شروع کر دیا۔ اور یکم مارچ ۱۹۴۰ء کے ننگ اسلام میں ازسر نو چھوڑی ہوئی بات اور توڑی ہوئی شرط کو میرے سامنے رکھ دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ”میر صاحب کیا خاکسار نے کھلے الفاظ میں نہیں لکھا۔ کہ اگر سلسلہ کے تین نامی علماء متفقہ طور پر فتویٰ دے دیں۔ کہ میر صاحب کا چیلنج مباہلہ شریعت کے مطابق ہے۔ اِدھر جناب خلیفہ صاحب مکرم اور جماعت اعلان کر دیں۔ کہ اس مباہلہ کا نتیجہ اگر جناب میر قاسم علی صاحب کے خلاف نکلا۔ تو جماعت جناب خلیفہ صاحب مکرم کو آئندہ نہ مصلح موعود تسلیم کرے گی۔ اور نہ ہی حضرت اقدس مسیح موعود کا روحانی خلیفہ۔ تو خاکسار کو آپ کا چیلنج مباہلہ منظور کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اور جس وقت آپ مطلوبہ فتویٰ اور مطلوبہ اعلان شائع فرمائیں۔ اسی وقت آپ خاکسار کو مباہلہ کے میدان میں حاضر سمجھیں“۔ (ننگ اسلام یکم مارچ ۱۹۴۰ء صـ۳)

یہاں تک لکھ کر آگے علامہ مصری سوال کرتے ہیں کہ ”جناب میر صاحب اور دوسرے احباب بھی خدارا غور فرمائیں۔ کہ کیا بھاگنے والے کی یہی علامت ہوا کرتی ہے۔ کہ وہ سب کچھ اپنے مدمقابل کے ہاتھ میں دے کر اپنے آپ کو بالکل غیر مسلح کر لیا کرتا ہے“۔

اس سوال کا حقیقی اور صحیح جواب میری طرف سے یہ ہے۔ کہ ہاں جناب شیخ صاحب بھاگنے والے کی یہی علامت ہوتی ہے۔ کہ وہ ایسی فضول اور دور از حقیقت شرائط پیش کر دیتا ہے۔ جس کا نہ اس کو حق ہوتا ہے۔ اور نہ ان شرائط کا مبحث فیہ سے کوئی واسطہ۔ ہاں میرا حق ہے۔ کہ میں جناب شیخ صاحب اور دوسرے منصف مزاج اصحاب سے کہوں۔ کہ خدارا غور کریں۔ کیا بھاگنے والے کی یہی علامت ہوتی ہے۔ کہ وہ پُرزور دلائل سے اپنے چیلنج کا واجب القبول اور مطابق شریعت ہونا ثابت کر کے اپنے مخالف کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب اور تحریک کرے۔ اگر مباہلہ سے فرار میرا مقصد ہوتا۔ تو میں خاموش ہو جاتا۔ کہ چلو میرا مدمقابل تو میرے چیلنج کو خلاف شریعت کہہ کر اسکی قبولیت سے انکار کر رہا ہے۔ میں اب چپ ہو جاؤں۔ اور اس کا نام بھی نہ لوں۔ مفت میں شہرت ہو گئی۔ اور جلدی ہی جان بچ گئی۔ کیا بھاگنے والے کا یہی طریق ہے۔ کہ بار بار مباہلہ کو اپنے مقابل کے گلے مڑھتا جائے۔ اور اس کو اِدھر اُدھر جانے نہ دے۔ اور بار بار کہتا جائے۔ کہ میرا چیلنج عین مطابق شریعت اور مطابق اسوہ مسیح موعود علیہ السلام ہے۔ خدارا غور کرو۔ کہ میں مباہلہ کا چیلنج دے کر بچتا ہوں۔ یا مصری صاحب اس کو خلاف شریعت وغیرہ بتا کر اور لایعنی شرطیں لگا کر بھاگ رہے ہیں۔ افسوس کہ مصری صاحب کو اتنی موٹی سی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ مباہلہ سے وہ شخص فرار کر رہا ہے۔ جو خلاف عقل شرطیں لگاتا اور مباہلہ کو خلاف شریعت قرار دیکر جان چھڑاتا ہے۔

اہلیہ صاحبہ محمد اسماعیل صاحب صدیقی نیجر میک ورکس قادیان تحریر فرماتی ہیں:۔ ”آپ سے تھوڑا عرصہ ہوا۔ جو سرمہ لیا تھا۔ اس کے استعمال سے آنکھوں کی خارش دور ہو گئی ہے۔ آپ کا صندل پوڈر بھی میرے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ فجزاک اللہ خیراً۔“ فہرست دواخانہ مفت طلب فرمائیں۔ پروپرائٹر طبیہ عجائب گھر قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان سے کہو اور سچ سچ کہو!

اب میں شیخ صاحب کے اس اُگلے ہوئے لقمہ کو جس کو دوبارہ چبانے لگے ہیں۔ نہایت گندہ اور گھناؤنا ثابت کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

اول شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں سلسلہ کے تین نامی علماء سے متفقہ فتویٰ لوں۔ کہ میرا چیلنج مباہلہ مطابق شریعت ہے یا نہیں۔

شیخ صاحب باوجود اپنے آپ کو بڑا فاضل اجل اور عالم بے بدل سمجھنے کے میرے دلائل سے ایسے مبہوت ہوئے ہیں۔ کہ ان کو ابھی تک یہ پتہ ہی نہیں لگا۔ کہ ایسا فتویٰ ہم دونوں میں سے کس کو لینے کی ضرورت ہے۔ میں نے ایک چیلنج مباہلہ کا دیا۔ مصری صاحب نے اسکو خلاف شریعت بتایا۔ میں نے اس کو مطابق شریعت ایسے دلائل سے ثابت کیا۔ جن کی تردید مصری صاحب کی طاقت سے باہر ہے۔ پھر خود مصری صاحب کے دستخطی بیان سے ثابت کر دیا۔ کہ میرا چیلنج مباہلہ مطابق شریعت ہے۔ اگر خلاف شریعت ہوتا۔ تو شیخ صاحب کو اس شرط کے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ خلیفہ صاحب مکرم اور تمام جماعت اگر اعلان کر دے۔ کہ خلیفہ صاحب خلافت سے اور تمام جماعت خلیفہ صاحب کو مصلح موعود اور خلیفہ ماننے سے الگ ہو جائے گی۔ تو پھر شیخ صاحب اسی خلاف شریعت مباہلہ کو منظور کر لیں گے۔ بھلا جو سرے سے ہی خلاف شریعت ہے۔ وہ اس شرط کے پورا ہونے پر کس طرح مطابق شریعت ہو جائے گا۔

بہر حال فتویٰ لینے کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ میں تو مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ اس کے مطابق شریعت ہونے پر پیش کر چکا ہوں۔ اور حضور علیہ السلام کے فعل اور قول سے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ یہ چیلنج مطابق شریعت ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے عبد الحق غزنوی سے مباہلہ کیا۔ پھر حافظ محمد یوسف نے عبد الحق سے مباہلہ کیا۔ جس کو حضور ؑ نے پسند فرمایا۔ اور موجب ثواب قرار دیا۔ اس کے بعد مجھے کسی فتویٰ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں شیخ صاحب اسکو خلاف شریعت قرار دیتے ہیں۔ وہ فتویٰ لیتے پھریں اور علماء سلسلہ سے استفسار کر کے فتویٰ حاصل کریں۔ میں ایک تحصیل حاصل کے پیچھے کیوں پڑوں۔ جو شخص اسکو خلاف شریعت کہتا ہے۔ وہ فتوے لے۔ میرے ذمہ یہ نہیں آتا۔ کہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے اسوہ اور قول وفعل کے اپنے حق میں ہوتے ہوئے کوئی فتویٰ لیتا پھروں۔ ورنہ شیخ صاحب بتائیں

کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس کے فتویٰ پر عبد الحق سے مباہلہ کیا تھا۔ یہی تو مصری صاحب کی فرار کی راہیں ہیں۔ کہ اپنے کام کو میرے ذمہ ڈال کر مجھے کہتے ہیں۔ کہ فتویٰ لے کر دو۔ پس جب مصری صاحب علماء سلسلہ سے میرے چیلنج مباہلہ کے خلاف شریعت ہونے کا فتویٰ لے کر پیش کر دیں گے۔ تو میں انشاء اللہ اپنے چیلنج کو واپس لے لوں گا۔ اور اپنی غلطی کو مان کر تائب ہو جاؤں گا۔ ورنہ میرا چیلنج مطابق شریعت ہے۔

دوسری شرط شیخ صاحب نے وہی پیش کر دی ہے۔ جس کو وہ اپنے پہلے بیان میں مسترد کر چکے تھے۔ اور لکھ دیا تھا۔ کہ

"ممکن ہے میر قاسم علی صاحب میری اس تجویز پر کہ وہ جناب خلیفہ صاحب مکرم اور جماعت کی طرف سے تصدیق لائیں۔ یہ کہدیں۔ کہ یہ تو میرے اختیار کی بات نہیں۔ ممکن ہے خلیفہ صاحب مکرم اور جماعت تصدیق دے۔ ممکن ہے نہ دے۔ کوئی ایسی تجویز بتاؤ۔ جس پر عمل کرنا میرے اختیار میں ہو۔ ...... سو انہیں ان کے شوق مباہلہ کو پورا کرنے کا موقعہ دینے کے لئے میں انہیں ایک ایسی راہ بتلاتا ہوں۔ جس پر چل کر نہ تو انہیں کسی سے تصدیق لانی پڑے گی۔ اور نہ ہی احکام شریعت میں سے کسی حکم کو توڑنے کی ضرورت پیش آئے گی"۔ (ننگِ اسلام صفحہ ۱۲ مورخہ یکم فروری ۱۹۴۰ء)

شیخ صاحب نے عاجز آ کر پھر اسی شرط کو پیش کر دیا۔ جس کو میرے اختیار سے باہر بتا چکے تھے۔ یہ اگر فرار کی راہ نہیں۔ تو مصری صاحب اس کا کوئی اپنے مناسب حال نام تجویز فرمائیں۔ باوجود اس کے بھی کہ شیخ صاحب نے اس کو خود ہی چھوڑ دیا تھا۔ میں نے اس شرط کا ایسا مکمل اور عام فہم مسکت خصم جواب دیا تھا۔ کہ جس کو ایک متقی انسان پڑھنے کے بعد تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مگر افسوس کہ فاضل مصر علامہ دہر بزعم خود خشیت اللہ سے کام لینے والا تقوی اللہ سے مزین جیسا انسان نہ اس کا جواب دے سکا۔ نہ اسکو تسلیم کرنے کی توفیق پا کر اپنی غلطی کا معترف ہوا۔ دیکھو اخبار فاروق مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۴۰ء کا صفحہ ۸۔

تاہم میں اسجگہ بھی کسی قدر اختصار کے ساتھ اس لایعنی شرط کا جواب عرض کر دیتا ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ مصری فاضل کو اب ہی کچھ سمجھ آ جائے۔ میں نے صاف اور کھلے لفظوں میں اپنے ابتدائی چیلنج مباہلہ منقولہ فاروق مورخہ ۱۲ر جنوری میں لکھ دیا تھا۔ کہ "میرا یہ چیلنج مباہلہ اپنی ذاتی عقیدت اور تحقیق اور

ایمان اور عرفان اور یقین کی بناء پر ہے۔ نہ کسی دوسرے کے بھروسہ پر"۔ اس اظہار کے بعد معلوم نہیں۔ کہ مصری صاحب کس طرح مجھے ایسی شرائط کے ماننے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ جو میری طاقت سے باہر ہیں۔ یا ناممکن التعمیل ہیں۔

دوم۔ عبد الحق غزنوی اور حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کا جو مباہلہ ہوا۔ وہ ان کے اپنے اپنے عقائد پر ہوا۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسند فرما کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اسوہ حسنہ کے ماتحت میں کیوں اس شرط پر عمل کروں۔ کہ حضرت خلیفہ صاحب مکرم اور تمام جماعت سے یہ اعلان کراؤں۔ کہ وہ مصری صاحب کی پیش کردہ شرط کے مطابق اعلان کر دیں۔ یہ کونسی عقل کی بات ہے۔

سوئم۔ بالفرض اگر جناب خلیفہ صاحب مکرم اور تمام جماعت مبایعین مصری صاحب کا اعلان مطلوبہ شائع کر دے۔ تو اس کے مقابلہ میں مصری صاحب کی طرف سے کیا اعلان ہوگا۔ وہ کونسی خلافت سے دست بردار ہو جائیں گے۔ اور ان کے کتنے معتقدین ان سے الگ ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت کر لیں گے۔ آخر مجھے اور جماعت کو بھی تو اس کا علم ہو جائے۔ کہ شیخ صاحب مصری کے خلاف جب مباہلہ کا نتیجہ ظاہر ہو جائے۔ تو جماعت مبایعین اور جناب خلیفہ صاحب مکرم کو کتنا نفع ہوگا۔ ذرا شیخ صاحب اسکی پوری توضیح کر دیں۔ کیونکہ شیخ عبد الرحمن صاحب مصری نے اس تین سال کے قریب عرصہ میں مخروج ہو کر کتنی تعداد مبایعین خلافت میں سے اپنے ساتھ ملائی ہے۔ وہ عیاں ہے۔ کہ آپ نے خود تو فخر الدین ملتانی آنجہانی کی بیعت کی۔ باقی رہا عبد الرب اور عبد العزیز۔ تیسرا شبنم جو اپنی اپنی استعداد اور تعلق باللہ کے مطابق خارج جماعت سے کئے گئے۔ تو ان میں سے ایک نے بھی آنجناب کو اپنا مرشد نہ مانا۔ چنانچہ عبد الرب اور عبد العزیز تو ایک گھر کے مالک ہو گئے۔ اور عبد الرب اس کے شریک کار بن گئے۔ یہاں تک کہ عبد العزیز نے تو ابھی تازہ اعلان بھی کر دیا ہے۔ کہ

"مصری صاحب نہ میرے امام وپیشوا ہیں۔ نہ میں ان کا مرید۔ اس لئے ان کا کوئی فعل میرے لئے حجت نہیں"۔

اور شبنم صاحب یہاں سے رفو چکر ہو گئے۔ اب رہ گئے اکیلے بہ یک بینی و دو گوش شیخ عبد الرحمن

صاحب مصری۔ لہذا مجھے اور جماعت اور خلیفہ صاحب مکرم کو بھی تو بتائیں۔ کہ آپ کے معذب ہو جانے پر ہمیں کیا حاصل ہوگا۔ ایسی صورت میں آپ کا مباہلہ سے معذب ہونا نہ آپ کے لئے مفید ہوا۔ نہ ہمارے کار آمد۔ اسلئے آپ کو لازم ہے۔ کہ آئندہ ایسی بے معنی اور لغو شرط کو زبان پر لاتے ہوئے بھی شرم کرو۔ جس کا بدل آپ کے پاس کچھ نہیں۔ سیدھے ہو کر مباہلہ کر لو۔ میں جانوں یا تم جانو! اس میں تیسرے کا کوئی دخل نہیں۔ دیکھو کیسی صاف بات ہے۔ کبھی تو عقل سے بھی کوئی کام لیا کرو۔ یا وہ بھی آپ سے خارج ہو گئی۔ ع

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

خوب یاد رکھو

نہیں گر مانتے ہو تم خدا منوائے گا آخر
خدا اس اپنے بندے کی مدد فرمائے گا آخر
اگر اب بھی نہ باز آؤ گے ضد سے شیخ جی صاحب
تمہارا جو مقدر ہے وہ تم پر آئے گا آخر
یہ جو کچھ سن چکے ہو اب تلک تمہید مطلب تھی
مگر کامل تسلی کا بیاں بھی آئے گا آخر
جھکیں گی گردنیں جس سے سلیم الطبع لوگوں کی
اسے جو ٹالنا چاہے وہی ٹل جائے گا آخر
خدا کے فضل سے قاسم علی میدان مارے گا
اسی کے فضل سے کانپیگا دشمن اور ہاریگا۔

پس انشاء اللہ العزیز فاروق کی آئندہ اشاعت میں آنجناب پر اور مہر عبد العزیز حکیم پر جو شوخی میں حد سے زیادہ بڑھ رہا ہے۔ خدا کے رحم و فضل سے ایسی اتمام حجت کروں گا۔ کہ دنیا مان لے گی کہ اب شیخ صاحب کی تمام فرار کی راہیں مسدود اور مہر صاحب کی تمام شوخی و افتراپردازی مردود ہو گئی ہے۔ ~

وہ کروں اتمام حجت جس سے دل ہل جائیں سب
دشمنوں کو غیظ اور غصہ سے چڑھ جائے بخار

اور آپ کی مباہلہ سے فراری اور مہر صاحب کی مباہلہ کے لئے بیقراری کی ساری حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہو کر حق پرست اور خدا ترس منصف مزاج انسانوں کی زبان پر آپ کی شان میں یہ اشعار جاری ہوں گے۔ ~

دشمن حق کوئی گر دیکھا نہ ہو اے ناظریں
دیکھ لو تم شیخ جی کو دور مت جاؤ کہیں
دیکھ کر صدہا نشاں جواب تلک سمجھا نہیں
آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
شد ظہور وعدہ ہائے انبیاء و مرسلیں

ایک عجیب وغریب دوا | بچوں کو گھنڈی پڑ جائے۔ ہرے پیلے دست آتے ہوں۔ بچے کی گردن سوکھ جائے۔ تالو نرم پڑ جائے۔ کان پتلے پڑ جائیں۔ بچہ نہایت کمزور ہو گیا ہو۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کی تمام کوششیں لاحاصل ہو رہی ہوں۔ تو انڈین پوڈر کی صرف دو تین خوراک دے کر قدرت الٰہی کا مشاہدہ کریں۔ غرض کوئی بچوں والا گھر انڈین پوڈر سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ نمونہ صرف ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔ قیمت ۱۲؎۔
(۲) ریسٹورین:۔ نہایت مقوی ممسک اور سرعت انزال کی شکایت کو دور کرنے والی دوا ہے۔ قیمت دو روپیہ۔ پتہ:۔ ریسٹورین لیباریٹری قادیان پنجاب پروپرائٹر سمیع خواجہ علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حق کی نافرمانیوں سے شیخ مصری باز آ
افترا و کذب و ظلم و جور کیوں شیوہ کیا
ناصح مشفق ہے قاسم مان لے اس کا کہا
تابکے جنگ و نبرد و کارزارت باخدا
اے سیہ باطن بترس از خشم رب العالمین

ہفتہ بھر کی چیدہ خبریں

— ناروے میں جنگ بدستور جاری ہے۔ جرمن فوجوں کی پوزیشن روز بروز کمزور ہو رہی ہے۔ اور اتحادی فوجوں کے لئے بہتر حالات پیدا ہو رہے ہیں۔

— لنڈن ۱۶ر اپریل۔ ناروے میں لڑنے والی جرمن فوجیں اب شہر چھوڑ کر پہاڑوں میں جا چھپی ہیں۔ ناروے کی فوجوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں نرغے میں لے لیا۔ کل رات ٹونگر کے جرمن فضائی اڈے پر برطانی طیاروں نے شدید بم باری کر کے اسے سخت نقصان پہنچایا۔

— لنڈن ۱۶ر اپریل۔ حکومت ناروے نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ وہ آخری دم تک جنگ لڑنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔

— معلوم ہوا ہے۔ کہ کینیڈا کی فوجیں بھی فرانس اور برطانیہ کی فوجوں کے دوش بدوش ناروے میں لڑ رہی ہیں۔

— لندن ۱۷ر اپریل۔ جرمن ہائی کمان نے اب اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اتحادی فوجیں ناروے میں اتر گئی ہیں۔ اور ناروک میں لڑنے والی جرمن فوج کا کمانڈر جنگ میں لڑتا ہوا مارا گیا ہے۔

— بعض اطلاعات سے قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ جرمنی بہت جلد بلجیم پر حملہ کرنے والا ہے۔ اور اٹلی بھی غالباً بہت جلد جنگ میں شریک ہو جائے گا۔

— لکھنؤ میں شیعہ سنی تنازعہ بدستور جاری ہے۔ تا حال کوئی حل دریافت نہیں ہو سکا۔ مقامی شیعہ اور سنی دونوں اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں

— لاہور ۱۷ر اپریل ۱۹ر مارچ کے حادثہ کی تحقیقات جاری ہے۔ آج تحقیقاتی کمیٹی کا تیسرا اجلاس تھا۔ جس میں بتایا گیا۔ کہ ۱۹ر مارچ ۳۷۷ گولیاں پولیس نے چلائیں۔ آج مسٹر مارگن پراونشل ایڈیشنل پولیس۔ مسٹر ورنی انسپکٹر پولیس وغیرہ کی شہادت ہوئی۔

— ۱۷ر اپریل۔ تین چار ہفتے کی طویل خاموشی کے بعد آج خاکساروں نے لاہور میں پھر مظاہرے کئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آج ۱۳ خاکساروں کی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ ۵ خاکسار انارکلی میں۔ ۵ ہیرامنڈی میں ۳ بھاٹی دروازہ کے اندر ایک دہلی دروازہ کے باہر لنڈا بازار میں۔

— ہیرامنڈی میں خاکساروں نے ایک پولیس ہیڈ کنسٹیبل پر حملہ کر کے اسے زخمی کیا۔ انارکلی میں تین کانسٹیبل معمولی زخمی ہوئے۔

— ان افواہوں کے پیش نظر کہ شاید خاکسار اور کسی جگہ پر اسی قسم کا مظاہرہ کریں۔ پولیس کے انتظامات میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ مختلف مقامات پر پولیس تعینات کر دی گئی ہے۔

— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لاہور میں بیرونجات سے آئے ہوئے خاکسار کافی تعداد میں موجود ہیں۔ شہر کی متعدد مساجد کے باہر پولیس کے سخت پہرے ہیں۔

— نئی دہلی ۱۷ر اپریل سر ہنری کریک گورنر پنجاب کی مدت ملازمت یکم اپریل ۱۹۴۱ء کو ختم ہونے والی تھی۔ ملک معظم نے اس میں چھ ماہ کا اضافہ کر دیا ہے۔ آپ کے بعد سر برٹ اینڈ گلانسی پنجاب کے گورنر ہوں گے۔ آج کل آپ حکومت ہند کے سیاسی مشیر ہیں۔

تجارتی حالات

گوجرہ ۱۳ر اپریل۔ گندم دڑہ ۳ روپے ۱ آنہ۔ گندم شربتی ۳ روپے ۲ آنے ۶ پائی۔ گندم ۵۹۱ ۳ روپے ۴ آنے نخود حاضر ۳ روپے۔ توریہ حاضر ۴ روپے ۱۰ آنے تیل توریہ ۱۰ روپے ۴ آنے۔ کھل توریہ مشینی ۱ روپیہ ۱۳ آنے۔ تیل بنولہ ۱۱ روپے ۴ آنے۔ کھل بنولہ ۱ روپیہ ۴ آنے ۶ پائی۔ بنولہ کھچڑی ۲ روپے ۱ آنہ ۳ پائی۔ گڑ ۴ روپے ۵ آنے۔ شکر ۵ روپے ۵ آنے۔ گھی ۳۷ روپے ۸ آنے۔ مرچ ڈنڈی دار ۵ روپے۔ ۶ روپے۔ ڈنڈی ٹوک ۶ روپے - ۶ روپے ۸ آنے مونگی سبز ۴ روپے ۱۲ آنے۔ مونگ کالے ۳ روپے ۱۲ آنے۔ جوار لال ۲ روپے ۱۰ آنے۔ ۲ روپے ۱۱ آنے مکی لال ۲ روپے ۱۴ آنے ۶ پائی۔ گندم ہاڑ ۲ روپے ۱۳ آنے ڈیڑھ پائی۔

— سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ موضع جمال گڑھ ضلع فیروزپور کے باشندوں نے خطرناک ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنے اور انہیں گرفتار کرنے میں جو دلیری دکھائی۔ اس کے صلہ میں حکومت پنجاب نے خریف ۱۹۳۹ء اور ربیع ۱۹۴۰ء کے مالیہ میں ۷۶۸ روپیہ کی معافی کی منظوری دی ہے۔

— جرمنی نے ڈنمارک پر قبضہ کر لیا ہے۔

— برطانیہ اور فرانس کی حکومتوں نے ناروے کو امداد کا یقین دے دیا ہے۔

— سکھوں کی طرف سے پاکستان کے مقابلے میں پنجاب میں خالصتان قائم کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے "پاکستان کے بعد عورتوں کے لئے علیحدہ اور آزاد سلطنت"

وصیتیں

ع ۵۲۸۵۔ منکہ امتہ الرحمٰن زوجہ چوہدری محمد دیوان صاحب قوم اوان عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت سوائے -/۵۰۰ روپے حق مہر کے جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ اور کوئی جائیداد نہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ اس کے سوا اگر میری زندگی یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی حصہ دار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں وصیت ادا کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ باقی حصہ وصیت سے منہا سمجھا جائے گا۔

الامتہ:۔ امتہ الرحمٰن موصیہ۔ گواہ شد محمد دیوان خاوند موصیہ دارالفضل۔ گواہ شد غلام محمد سابق ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز سکول قادیان۔

ع ۵۳۸۸۔ منکہ سلطان علی ولد محمد خاں قوم اوان پیشہ زمیندارہ عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت ۱۰/۳۵ ساکن چک ۹۱/۱۰ ڈاکخانہ بوڑیوالہ ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۵/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کچھ نہیں میرا گذارہ صرف کاشتکاری پر ہے۔ جو غیر کی اراضی بٹائی پر لیکر کاشت کرتا ہوں۔ میری آمد اندازاً سالانہ ساٹھ روپیہ ہے۔ اس میں سے آٹھواں حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر زیادہ آمد ہوگی۔ تو بھی ۱/۸ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور آئندہ کوئی جائیداد غیر منقولہ میں نے پیدا کی۔ یا میرے قبضہ میں آئی۔ تو اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر کے رسید حاصل کر لوں گا ورنہ میرے بعد میرے ورثا پر ادا کرنا ضروری ہوگا۔

العبد: سلطان علی چک ۹۱/۱۰ E.B. بقلم خود۔ گواہ شد محمد علی سکرٹری تبلیغ بقلم خود۔ گواہ شد خوشی محمد بی۔ایس۔سی۔ سکرٹری مال انجمن چک ۵۲۳ براستہ بوڑیوالہ ضلع ملتان۔

ع ۵۵۹۲۔ سرور بیگم زوجہ ماسٹر فضل الٰہی صاحب قوم راجپوت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن قادیان دارالفضل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲ ۱۳۱۹ ھش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے پر جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

کپڑا سینے کی مشین قیمتی -/۱۲۰ روپے زیور -/۸۰ روپے کل جائیداد کی قیمت -/۲۰۰ روپے ہے۔ حق مہر میں نقد وصول کر چکی ہوں۔

العبدہ۔ سرور بیگم بقلم خود۔ گواہ شد فضل الٰہی خاوند موصیہ محلہ دارالفضل۔ گواہ شد جلال الدین پسر موصیہ دکاندار کینال ہوس دارالفضل قادیان۔

ع ۵۵۹۳۔ منکہ فقیر محمد ولد سلطان بخش قوم ککے زئی پیشہ پنشنر عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۹۰۰ء سے قبل ساکن فیض اللہ چک ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۱۴ ۱۳۱۹ ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار پنشن پر ہے۔ جو مبلغ -/۸/۵ روپے مجھے سرکار کی طرف سے ملتی ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہے۔ اور اگر میری وفات پر کوئی اور جائیداد ثابت ہوئی۔ جس کا حصہ وصیت میں نے اپنی زندگی میں ادا نہ کر دیا ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔

العبد فقیر محمد نشان انگوٹھا۔ گواہ شد صلاح الدین پلیڈر فاضلکا۔ گواہ شد محمد شریف ولد فقیر محمد موصی حال محرر مال خانہ نائب کورٹ فاضلکا۔

بیکار گریجوایٹوں کے مشاغل

مرکزی اسمبلی میں مولانا ظفر علی خاں نے ہندوستانیوں کی بے کاری کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ بنگال کے گریجوایٹ بے کاری سے تنگ آ کر خودکشی کرتے ہیں۔ بمبئی اور سندھ وغیرہ کے بیکار گریجوایٹ بوٹ پالش کرتے ہیں۔ علاوہ بریں پٹیالہ سے اطلاع موصول ہوئی تھی۔ کہ ایک بے کار گریجوایٹ نے چپراسی کی آسامی منظور کر لی۔ پنجاب میں کئی گریجوایٹ کانسٹیبل اور پٹواری بھرتی ہوئے۔ مدراس کے گریجوایٹ پان فروشی کرتے ہیں۔ حکومت کو ملک کے بے روزگاروں کی تعداد معلوم ہے۔ ان کے لئے ذریعہ معاش بہم پہنچانے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ لوگوں کو روٹی مہیا کرنا ہر مہذب گورنمنٹ کا فرض اولین ہے۔ علاوہ بریں اسے بوڑھے مردوں اور بوڑھی عورتوں کے لئے پنشن مقرر کرنی چاہیئے شاندار عمارتوں پر لاکھوں روپے خرچ کرنے کی بجائے بے روزگاروں کے لئے کام مہیا کرنا زیادہ ضروری ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ بیکاروں کی تعداد کو گھٹانے کی کوشش کرنا لابد ضروری ہے کیونکہ ان کی روز افزوں ترقی سے ملک میں